ماہنامہ

راہ اسلام

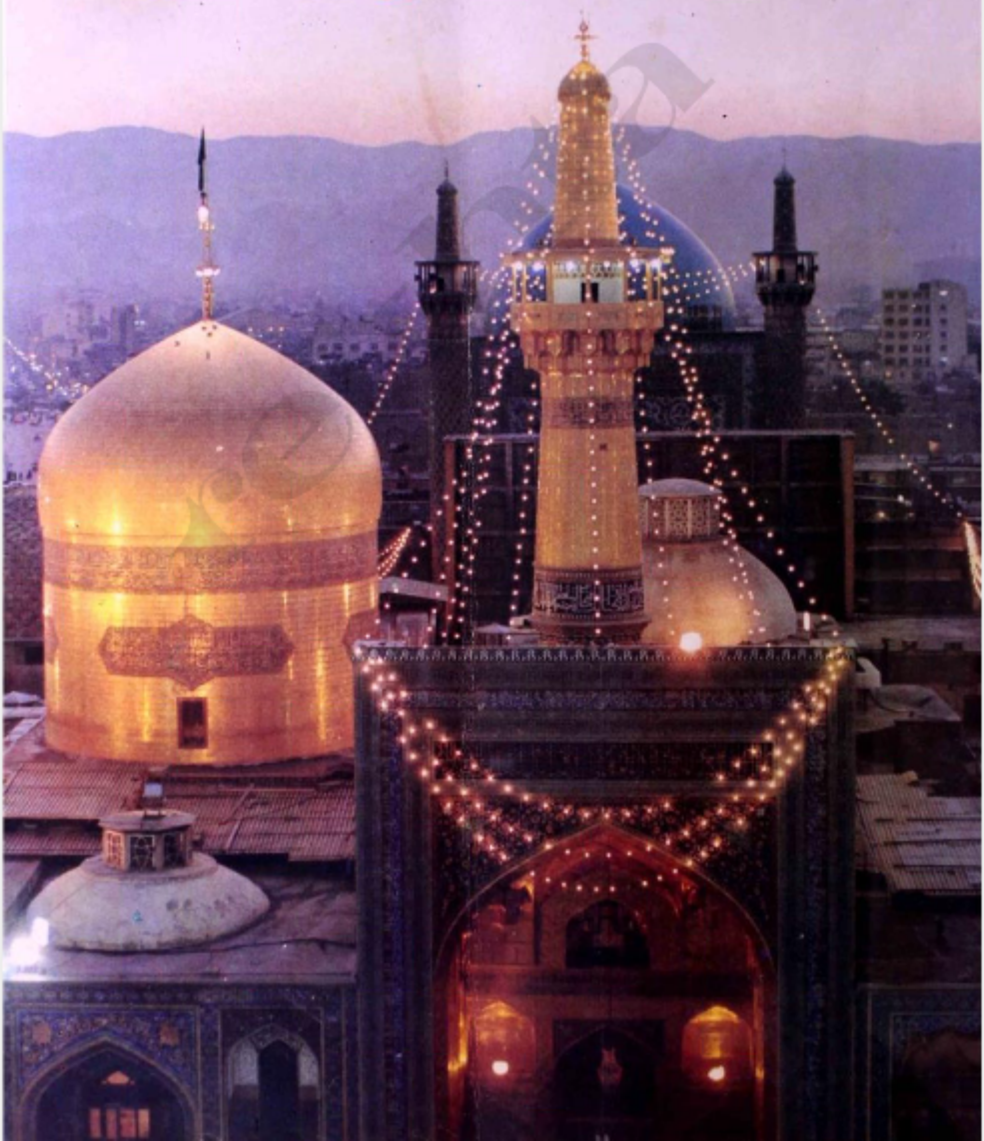

وصیتِ امام ۔ ایک جھلک

جو لوگ عوام کے طرفدار اور اُن کے فدائی و مجاہد ہونے کا جھوٹا دعویٰ کرتے ہیں وہ خلقِ خدا سے دشمنی پر تُلے ہوئے ہیں اور وہ سادہ لوح لڑکوں لڑکیوں کو اپنے اور دو عالمی لیٹرے بلاکوں میں سے کسی ایک کے مقاصد کے لئے کھلونا اور آلۂ کار بنائے ہوئے ہیں اور خود یا تو ملک سے باہر اُن دو مجرم بلاکوں میں سے کسی ایک کی آغوش میں عیاشی میں مشغول ہیں اور یا ملک کے اندر بدبخت مجرموں کے بڑے بڑے محلوں کی طرح عالیشان بلڈنگوں میں عیش و آرام کی زندگی گزارتے ہوئے اپنی مجرمانہ حرکتوں کو جاری رکھے ہوئے ہیں اور تم جوانوں کو موت کے منہ میں دھکیل رہے ہیں۔

امام خمینی (رح)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَام

مجلہ میں شائع ہونے والے مقالات کے نظریات سے ادارہ کا متفق ہونا لازمی نہیں ہے

ماہنامہ

راہِ اسلام

شمارہ ۹۸ مئی ۱۹۹۲ء

سرورق صا عکس روضہ حضرت امام رضا علیہ السلام

سرورق ص۳ مسابقۂ قرائت قرآن در خانۂ فرہنگ

بالا۔ تین ایرانی قاری مناجات پڑھتے ہوئے

پائین۔ قاری عبید اللہ افغانی

سرورق ص۴۔ نقاشی خط آقای جواد بختیاری

فون: ۳۸۳۲۳۲

اس شمارے میں

اداریہ: ایران میں پارلیمانی انتخاب ———— ۲

● ثقافتی:

تعلیمات قرآن ———— ۳

قصص قرآن ———— ۶

سرزمین ایران ———— ۸

فارسی سیکھو ———— ۱۱

انسان اور فطرت ———— شہید استاد مطہری ———— ۱۳

● تاریخی:

زندگانی پیغمبر اسلام ———— از جعفر سبحانی ———— ۱۷

حضرت امام رضا علیہ السلام کے مختصر حالات ———— ۲۰

● ہنری و فنی:

نظم ———— ۲۲

ہنر باقی ———— ۲۴

● تفریح طبع

کشکول ———— ۲۷

چودہ ۹ ایک انعامی مقابلہ ———— ۲۹

صحیح جوابات ———— ۳۰

● ایران و جہان اسلام

امام خمینیؒ، اور وحدت اسلامی ———— از: عائشہ اقبال احمد ———— ۳۲

● اہم خبریں: ———— ۳۵

ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشر

غلام رضا نور محمدان

خانۂ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران، ۱۸، تلک مارگ نئی دہلی ۱۱۰۰۰۱

شالیمار آفسیٹ پرنٹرس کوچہ چیلان نئی دہلی ۲

اشاعت و دیگر معلومات کیلئے۔ مندرجہ ذیل پتہ پر بھی رجوع کیا جاسکتا ہے،

خانۂ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران، ۲۲، بھاجی کرسن روڈ ورلی، ... بمبئی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ

ایران میں پارلیمانی انتخاب

آج دنیا میں زیادہ تر ملکوں میں جمہوری نظام حکومت رائج ہے یعنی عوام کے لئے عوام کے ذریعہ تشکیل شدہ عوامی حکومت۔ ایران میں مطلق العنان شاہی حکومت کے عبرت ناک زوال کے بعد قائد انقلاب اسلامی نے اسلامی جمہوری حکومت کی بنیاد رکھی اور اس کے بعد استصواب عامہ کے ذریعہ ساری دنیا پر یہ ثابت کر دیا کہ اس حکومت کو ۹۸٫۲ فیصد ایرانی عوام کی حمایت حاصل ہے۔ اس سے قبل پارلیمانی جمہوریت اور صدارتی جمہوریت کے نمونے تو ملتے تھے لیکن اسلامی جمہوریت کا کوئی نمونہ دنیا والوں کے سامنے نہ تھا۔

دنیا کے دیگر جمہوری ملکوں میں پارلیمانی اور صدارتی انتخابات مختلف سیاسی پارٹیوں کے امیدواروں کے درمیان ہوا کرتے ہیں اور جو امیدوار زیادہ ووٹ حاصل کرتا ہے وہ کامیاب قرار دیا جاتا ہے چاہے حاصل شدہ ووٹوں کی فیصد تعداد کچھ بھی ہو لیکن اسلامی جمہوری نظام حکومت میں کوئی بھی امیدوار اس وقت تک کامیاب نہیں مانا جائے گا جب تک وہ حلقے کے پچاس فیصد سے زیادہ لوگوں کے ووٹ نہ حاصل کرے اور اگر چناؤ کے پہلے دور میں پچاس فیصد سے زیادہ لوگوں کے ووٹ نہ حاصل کر سکا تو اسے دوسرے دور کے چناؤ میں مطلوبہ ووٹ حاصل کرنے ہوں گے۔ اس کے علاوہ اسلامی جمہوری حکومت میں امیدوار کسی مخصوص پارٹی کا تابع نہیں بلکہ اسلامی احکام و قوانین کا پیرو ہوتا ہے اور صدر مملکت کو بھی اپنی کامیابی کے لئے ملک کے پچاس فیصد سے زیادہ لوگوں کے ووٹ حاصل کرنے پڑتے ہیں، اور برسر اقتدار حکومت کو کسی مخصوص پارٹی کے حق میں پروپیگنڈہ کرنے کے بجائے لوگوں کو چناؤ میں بھرپور شرکت کے لئے آمادہ کرنا ہے

> اسلامی جمہوری حکومت میں امیدوار کسی مخصوص پارٹی کا تابع نہیں بلکہ اسلامی احکام و قوانین کا پیرو ہوتا ہے اور صدر مملکت کو بھی اپنی کامیابی کے لئے ملک کے پچاس فیصد سے زیادہ لوگوں کے ووٹ حاصل کرنے پڑتے ہیں۔

"۲۷۰ ممبران پر مشتمل ایرانی پارلیمنٹ کا حالیہ چناؤ" اور "اس چناؤ میں مغرب سے تعلقات کی بحالی کے طرفداروں کی فتح" عالمی اخبارات و دیگر خبر رساں ایجنسیوں کے سب سے بہترین موضوع بحث بنے ہوئے ہیں۔ بلکہ یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ مغربی ذرائع ابلاغ نے ان خبروں کے ذریعہ ساری دنیا میں ایک ہنگامہ برپا کر رکھا ہے اور ہر شخص اپنی عقل و سمجھ اور ایران و اسلامی جمہوری نظام سے اپنی محدود واقفیت کے مطابق اس موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار کر رہا ہے

اور شاید یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ اس قسم کے پروپیگنڈوں کے پیچھے وہی مغرب نواز ذہنیت کام کر رہی ہے جو کل نوتشکیل شدہ اسلامی حکومت کو عارضی اور منافی ترقی کہہ رہی تھی اور اپنے قول وفعل سے یہ کوشش کر رہی تھی کہ بنیاد پرست اسلامی جمہوری حکومت نیست ونابود ہو جائے۔ صرف یہی نہیں بلکہ یہ مغرب نواز اور مغرب پرست ماہرین سیاست ساری دنیا کو یہ باور کرا رہے تھے کہ امام خمینیؒ کی وفات کے بعد حکومت صفحۂ ہستی سے مٹ جائے گی لیکن ان کا یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہوا اور امام خمینیؒ کا یہ ارشاد سچا ثابت ہوا کہ ایران کا ہر مجاہد خمینیؒ ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ایران کا نظامِ حکومت، چناؤ کا طریقہ اور مجلس شاورت کا طریقۂ کار صرف مغربی دنیا سے ہی نہیں بلکہ تیسری دنیا کے اکثر ملکوں سے بالکل مختلف رہا ہے اور یہ ایک فطری امر ہے کہ جو لوگ ایران کے اسلامی جمہوری نظام اور اس کے طریقۂ کار سے بخوبی واقف نہیں ہیں وہ ایران کے سلسلے میں انحراف اور بے راہ روی سے دوچار ہو جائیں اور یہ سوچنے لگیں کہ حضرت امام خمینیؒ کے قائم کردہ اسلامی جمہوری نظام میں اب وہ آب وتاب باقی نہیں رہ گئی ہے "اور ایران بڑی بے صبری کے ساتھ مغربی دنیا سے تعلقات قائم کرنا چاہتا ہے۔ اور ایران کے موجودہ لیڈران اپنے ملک میں مغربی طرز کا نظامِ حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں۔"

اس موقع پر امام خمینیؒ کے ارشادات کی روشنی میں مغرب اور مغرب نواز تبصرہ نگاروں کے ان بے ہودہ وبے بنیاد خیالات کی تردید سے قبل یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایران کے موجودہ نظامِ حکومت اور مغربی نظامِ حکومت کے درمیان موجود بنیادی اختلافات کی مختصر وضاحت پیش کر دی جائے۔ بنیادی طور پر اسلامی جمہوریۂ ایران کا آئین مغربی ممالک کے آئین سے بالکل مختلف ہے۔ ایران کی مجلس قانون ساز (LEGISLATIVE) اور مجلس عاملہ دونوں ایک دوسرے سے بالکل الگ ہیں۔ دوسری عبارت میں

> اسلامی جمہوریہ ایران کے موجودہ قائد حضرت آیت اللہ خامنہ ای اور صدر جمہوریۂ ایران حجت الاسلام ہاشمی رفسنجانی متعدد بار اس بات کی وضاحت کر چکے ہیں کہ "ایرانی عوام اور امام خمینی (رح) کے ارمانات کے درمیان علحدگی پر مشتمل مغرب کی خواہش اس مغرب کو قبر میں پہنچا دے گی"

یہ کہا جا سکتا ہے کہ قطعی ضروری نہیں ہے کہ مجلس شورای اسلامی حکومت ایران کے ہر پروگرام کی موافقت وطرفداری کرے کیونکہ ممبران پارلیامنٹ کسی پارٹی یا جماعت کے مفاد ومصالح کو نگاہ میں رکھ کر ملکی مسائل کا تجزیہ نہیں کرتے ہیں بلکہ ہر معاملے میں اسلامی نظام کے مفاد ومصالح کو اولیت حاصل رہا کرتی ہے اور اسلامی مفاد ومصالح کی حفاظت کی خاطر ہر مصلحت کو نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔ مجلس کے علاوہ دو دوسرے قانونی ادارے بھی موجود ہیں جو پارلیامنٹ (مجلس) سے منظور شدہ مسودہ قانون (BILL) کا بھرپور مطالعہ وتجزیہ کرتے ہیں۔ ان میں سے پہلا ادارہ "شورای نگہبان" کہلاتا ہے۔ یہ ادارہ یہ دیکھتا ہے کہ مجلس سے پاس شدہ مسودہ قانون اسلامی اصول واحکام کے خلاف نہیں ہے اور دوسرا ادارہ "شورای تشخیص مصلحت" کہلاتا ہے۔ جو یہ طے کرتا ہے کہ مجلس سے پاس شدہ مسودہ قانون ملک وملت کے مفاد ومصالح کے خلاف نہیں ہے۔ واضح رہے کہ ان دونوں اداروں کی مہر تصدیق کے بعد ہی کوئی مسودہ قانون "قانون" کی شکل اختیار کرتا ہے۔

درحقیقت اسلامی جمہوریہ ایران کے موجودہ قائد حضرت آیت اللہ خامنہ ای اور صدر جمہوریۂ ایران حجت الاسلام ہاشمی رفسنجانی متعدد بار اس بات کی وضاحت کر چکے ہیں کہ "ایرانی عوام اور امام خمینیؒ کے ارمانات کے درمیان علحدگی پر مشتمل مغرب کی خواہش مغرب کو قبر میں پہنچا دے گی۔" واضح رہے کہ ایران کے حکمرانوں کے درمیان اصول اور اسلامی انقلاب کے ارمانات کے سلسلے میں کوئی اختلاف نہیں ہے اور اگر بفرض محال کوئی اختلاف دکھائی دیتا ہے تو وہ ان ارمانات اور مقاصد تک پہنچنے کے لئے اختیار کئے گئے سلیقہ وطریقۂ کار کا اختلاف ہو سکتا ہے۔

داستان اصحاب کہف

پانچویں قسط

وَتَرَى الشَّمْسَ إِذَا طَلَعَت تَّزَاوَرُ عَن كَهْفِهِمْ ذَاتَ
الْيَمِينِ وَإِذَا غَرَبَت تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِي فَجْوَةٍ
مِّنْهُ ذَٰلِكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ مَن يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ وَمَن
يُضْلِلْ فَلَن تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ﴿١٧﴾ وَتَحْسَبُهُمْ أَيْقَاظًا
وَهُمْ رُقُودٌ وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ وَكَلْبُهُم
بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ
فِرَارًا وَلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ﴿١٨﴾

اور تم آفتاب کو دیکھو گے کہ جس وقت نکلتا ہے ان کے غار سے بچا بچا دائیں ہاتھ کی طرف رہتا ہے اور جب ڈوبتا ہے تو بائیں ہاتھ کو کترا جاتا ہے اور وہ اس غار کے کھلے حصہ میں ہیں یہ بھی خدا کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے جسے خدا ہدایت دیتا ہے وہ ہدایت یافتہ ہوجاتا ہے اور جس سے توفیق ہدایت سلب کرلیتا ہے بس اسکے لئے تم کوئی حامی اور ہدایت کرنے والا نہ پاؤ گے اور تم ان کو جاگتا ہوا خیال کروگے حالانکہ وہ سوتے ہیں اور ہم دائیں اور بائیں ان کو کروٹ بدلوادیا کرتے ہیں اور ان کا کتا چوکھٹ پر دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے ہے اگر تم انہیں دیکھ پاؤ تو ان سے منہ پھیر کر بھاگو اور تم پر رعب چھا جائے۔

(سورۂ کہف، آیت ۱۷-۱۸)

اصحاب کہف کی حقیقی کیفیت

قرآن مجید کی ان دو آیتوں میں اس غار کے اندر اصحاب کہف کی زندگی سے تعلق رکھنے والے تمام واقعات و حالات کا مکمل تجزیہ پیش کیا گیا ہے اور تمام باتوں کی وضاحت ایسے دقیق و ظریف انداز بیان کے قالب میں پیش کی گئی ہے جیسے کوئی آدمی غار کے سامنے بیٹھا ہوا غار میں سونے والوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔

ان دو آیتوں میں چھ خصوصیات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

۱۔ غار کا دہانہ شمال کی طرف کھلتا تھا اور چونکہ وہ زمین کے شمالی حصہ میں واقع تھا اس وجہ سے سورج کی روشنی براہ راست اس غار کے اندر نہیں پہونچ پاتی تھی جیسا کہ قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے کہ اگر تم آفتاب کی طرف دیکھتے تو تمہیں یہ اندازہ ہوتا کہ وہ طلوع ہوتے وقت ان لوگوں کے غار کے داہنے سمت میں ہوتا تھا اور بوقت غروب وہ بائیں ہاتھ کی طرف ہوا کرتا تھا (وَتَرَى الشَّمْسَ إِذَا طَلَعَت تَّزَاوَرُ عَن كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَإِذَا غَرَبَت تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ

اس طرح اصحاب کہف کے جسم پر سورج کی براہ راست روشنی نہیں پڑتی تھی کیونکہ لگاتار روشنی کی وجہ سے ان کے بدن میں بوسیدگی و فرسودگی پیدا ہونے کا امکان تھا البتہ بالواسطہ غار کے اندر اچھی خاصی روشنی موجود تھی۔

کلمہ "تسزاور" کا مطلب رغبت ورجحان پیدا کرنا ہے اس جگہ اس لفظ کے استعمال سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ گویا آفتاب کو یہ ہدایت کی گئی تھی کہ وہ غار کے داہنے طرف سے گزرے۔ اوراسی طرح "تقرض" کا مطلب قطع کرنا ہے اوراس جگہ اس لفظ کے استعمال سے بھی نعیناتی کیفیت کی نشاندہی ہوتی ہے۔ اسی طرح "تسزاور" کا مادہ "زیادت" ہے جو کسی چیز کی ابتداء سے جڑا ہوا ہے اوراس جگہ طلوع آفتاب سے پوری مطابقت رکھتا ہے اور "تقرض" کا مطلب کاٹنا ہے جسمیں غروب آفتاب کا مفہوم پوشیدہ ہے۔

غار کا دہانہ شمال کی طرف ہونے کی وجہ سے عموماً شمال کی طرف سے چلنے والی عمدہ ولطیف ہوا بڑی آسانی سے غار کے اندر داخل ہوجایا کرتی تھی اور غار کے ہر حصے میں تازگی پیدا کردیا کرتی تھی۔

اورایک معنوی نتیجہ اخذ کرتا ہے کیونکہ ان سبھی داستانوں کے تذکرہ کا مقصد ایک کار آمد نتیجہ حاصل کرنا ہے۔

قرآن مجید کاارشاد ہے کہ "یہ خداوند عالم کی نشانیوں میں سے ہے۔ جس شخص کی خدا ہدایت کردے وہی حقیقی ہدایت یافتہ ہے اور جس کسی کو وہ گمراہی میں چھوڑ دے اس کی ہدایت ورہنمائی کوئی ذکر پائے گا۔(ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا (۱۷)

جی ہاں! جولوگ خدا کی راہ پرگامزن ہوجاتے ہیں اوراس کی خاطر جہاد کرتے ہیں وہ ہر قدم پر رحمت خداوندی سے مالامال ہوا کرتے ہیں۔ انہیں بعض بنیادی کاموں میں ہی نہیں بلکہ دوسرے عام معاملات میں بھی الطاف وعنایت خداوندی حاصل رہتی ہے۔

ہیں۔ یااس کی ایک وجہ رعب انگیز ماحول ومنظر پیدا کرنا تھا تاکہ کوئی آدمی ان کے قریب جانے کی ہمت نہ کرسکے۔ بہرحال یہ صورت حال ان لوگوں کے لئے ایک محافظتی کی حیثیت رکھتی تھی۔

۴۔ برسہا برس پر مشتمل ان کے طولانی خواب کیوجہ سے ان لوگوں کا جسم سڑنے نہ پائے اس لئے "ہم ان کے جسم کو دائیں اور بائیں الٹ۔ پلٹتے رہتے ہیں۔ (وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ)

تاکہ ان کے جسم کا خون ایک جگہ پر اکٹھا نہ ہونے پائے اور ایک طویل مدت تک ان کے جسم کے کسی حصے کے زمین پر پڑے رہنے کیوجہ سے وہ عضو بدن بیکار نہ ہونے پائے۔

۵۔ اسی دوران اصحاب کہف کے ساتھ جو کتا تھا

جولوگ خدا کی راہ پر گامزن ہوجاتے ہیں اوراس کی خاطر جہاد کرتے ہیں وہ ہر قدم پر رحمت خداوندی سے مالامال ہوا کرتے ہیں۔

۲۔ دوسری اہم خصوصیت یہ ہے کہ وہ لوگ (اصحاب کہف) غار کے ایک وسیع علاقے میں محو خواب تھے۔(وَهُمْ فِيْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ)

یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ غار کا دہانہ، جو معمولاً تنگ ہوا کرتا ہے، ان لوگوں کی قیامگاہ نہ تھا بلکہ ان لوگوں نے غار کے درمیانی حصہ کا انتخاب کیا تھا جو دیکھنے والوں کی نگاہوں سے دور بھی تھا اور سورج کی براہ راست روشنی سے بھی محفوظ تھا۔

اس جگہ قرآن مجید سلسلہ کلام منقطع کردیتا ہے

۳۔ اصحاب کہف کی نیند کوئی عام اور معمولی نیند نہ تھی بلکہ آپ انہیں دیکھتے تو یہ خیال کرتے کہ وہ بیدار ہیں اگرچہ وہ نیند میں ڈوبے ہوئے تھے(وَتَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ)

اور یہ اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ ان کی آنکھیں پوری طرح کھلی ہوئی تھیں بالکل ایک بیدار آدمی کیطرح۔ ان لوگوں کی یہ کیفیت شاید اسوجہ سے تھی کہ موذی حیوانات ان کے قریب نہ جاسکیں کیونکہ یہ حیوانات جاگتے ہوئے آدمی سے ڈرتے

وہ غار کے دہانہ پر پیر پھیلائے ہوئے نگہبانی کی حالت میں سو رہا تھا(وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ)

راغب نے اپنی کتاب مفردات میں لکھا ہے کہ وصید کا مطلب وہ کمرہ یا محفوظ کوٹھری ہے جس کو لوگ پہاڑی علاقوں میں اپنا سامان جمع کرنے کے لئے بناتے ہیں لیکن اس جگہ اس لفظ سے غار کا دہانہ مقصود ہے۔

اگرچہ قرآنی آیات میں اب تک اصحاب کہف کے کتے کے بارے میں کوئی بات نہیں کہی گئی لیکن

(باقی صفحہ پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قصص قرآن

بارھویں قسط

گزشتہ سے پیوستہ

حضرت ابراھیم علیہ السلام

(ستارہ پرستوں کے درمیان)

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ
فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ۝ فَلَمَّا
رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ
لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ
الضَّآلِّيْنَ ۝

یعنی جب اس پر رات کی تاریکی چھا گئی تو ایک ستارہ کو دیکھا تو فوراً بول اٹھے (کہ) آیا یہ میرا خدا ہے۔ پھر جب وہ ڈوب گیا تو کہنے لگے غروب ہو جانے والی چیزوں کو خدا بنانا پسند نہیں کرتا۔ پھر جب چاند کو طلوع ہوتا دیکھا تو بول اٹھے (کیا) یہی میرا خدا ہے۔ پھر جب وہ بھی غروب ہو گیا تو کہنے لگے کہ اگر مجھے میرا حقیقی پروردگار میری ہدایت نہ کرتا تو میں ضرور گمراہ لوگوں میں ہو جاتا۔

(سورۂ انعام ۔ ۷۷،۷۶)

بابل سے فلسطین و بیت المقدس کی طرف اپنے سفر کے دوران حضرت ابراھیم علیہ السلام ستارہ پرستوں کے درمیان پہونچ گئے۔ یہ لوگ خداوند عالم کے بجائے ستاروں کی پرستش و عبادت کیا کرتے تھے اور ستاروں کو ہی اپنا خدا بنا رکھا تھا۔ جیسے ہی حضرت ابراھیمؑ کو ان لوگوں کی گمراہی کا پتہ چلا انھوں نے اس گمراہ قوم کی ہدایت و رہنمائی کا اٹل ارادہ کر لیا۔

تاریخ گواہ ہے کہ گمراہوں اور جاہلوں کے ساتھ محبت و نرمی و خوش اخلاقی اور ان کی دلداری انبیاء علیہم السلام کا مخصوص طریقہ رہا ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت ابراھیمؑ نے لوگوں کی ہدایت و رہنمائی کے سلسلے میں انتہائی محبت آمیز راہ و روش سے کام لیا ہے اور ہدایت و رہنمائی کے ابتدائی مرحلہ میں انھیں لوگوں کے مذہب کے مطابق اپنا تعارف کرایا اور اپنے منطقی دلائل سے ان کے مذہب کی بنیاد ہلا دی۔

جب رات آئی اور ہر طرف تاریکی چھا گئی تو آسمان میں ہر طرف ستارے چمکنے لگے تو ابراھیمؑ نے لوگوں کی دلجوئی کی خاطر کہا: "یہ ستارہ میرا خدا ہے لیکن تھوڑی ہی دیر میں وہ ستارہ غروب اور لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ یہ دیکھ کر ابراھیمؑ کہنے لگے کہ میں غروب ہو جانے والے خدا کو بالکل پسند نہیں کرتا ہوں۔ کچھ ہی دیر میں افق پر چاند نمودار ہو گیا۔ حضرت ابراھیمؑ نے چاند کی طرف دیکھا اور جب قوم والے ان کی طرف ہمہ تن متوجہ ہو گئے تو حضرت ابراھیمؑ کہنے لگے کہ یہ میرا خدا ہے۔ یہ اس ستارہ سے بڑا ہے۔ لیکن تھوڑی دیر بعد جب چاند بھی ڈوب گیا تو

انہوں نے کہا کہ اگر میرا حقیقی خدا میری ہدایت و رہنمائی نہ کرے گا تو یقیناً میں گمراہوں میں ہو جاؤں گا۔

رات ختم ہوئی اور مشرق سے آفتاب عالمتاب اپنی غیر معمولی چمک کے ساتھ طلوع ہوا۔ حضرت ابراہیمؑ نے آفتاب کی عظمت و نورانیت کو غور سے دیکھا اور کہنے لگے کہ یہ میرا خدا ہے اور یہ تمام ستاروں کی طرح وہ بھی لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ حضرت ابراہیمؑ نے شرک اور بت پرستی سے اپنی بیزاری ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ میں ان متغیر و مختلف رنگ و روپ والی مخلوقات سے بیزار ہوں۔ اور بیشک میں اس خدا کی طرف رجوع کرتا ہوں جو اس زمین اور آسمانوں کا خالق ہے۔ میں فقط اس خدائے وحدہٗ لاشریک کی عبادت کرتا ہوں اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔

حضرت ابراہیمؑ نے اس راہ و روش کے ذریعہ اپنے احتجاجات کا خاتمہ کرتے ہوئے لوگوں کو معبود حقیقی کی طرف متوجہ کر دیا لیکن قوم والوں نے ابراہیمؑ کی ہدایت و رہنمائی کو دل و جان سے قبول کرنے کے بجائے ان سے بحث و مباحثہ چھیڑ دیا۔ ابراہیمؑ نے ان لوگوں سے کہا: "تم لوگ خداوند عالم کے بارے میں مجھ سے بحث و مباحثہ کر رہے ہو حالانکہ خداوند عالم مجھے راہ حق و ہدایت کی طرف متوجہ کر چکا ہے۔ جب قوم والوں نے دیکھا کہ ابراہیمؑ پر ان لوگوں کی بات کا کوئی اثر نہیں ہو رہا ہے اور وہ اپنی خدا پرستی کی راہ و روش پر پوری آمل ہیں تو ان لوگوں نے ابراہیمؑ کو دھمکی دی اور ستاروں کے غیظ و غضب سے بھی خوفزدہ کیا لیکن ان دھمکیوں کا ابراہیمؑ پر کوئی اثر نہ ہوا کیونکہ انہیں اس حقیقت کا بخوبی اندازہ تھا کہ خداوند عالم کے علاوہ کوئی قادر نہیں ہے اور ستارے بے ارادہ مخلوق ہیں اور زمین و آسمان پر بس خدا کی حکومت ہے اور سب اس کے طابع و فرمانبردار ہیں۔

بقیہ: تعلیمات قرآن

قرآن داستانوں کے ذکر کے دوران کبھی کبھی ایسی تعبیریں پیش کرتا ہے کہ اس سے دوسرے مسائل بھی روشن ہو جاتے ہیں۔ پس اس جگہ اصحاب کہف کے کتّے کی کیفیت کا ذکر اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ ان لوگوں کے ساتھ ایک کتا بھی تھا جو ان کے پیچھے پیچھے رہا کرتا تھا یعنی وہ کتا گویا ان لوگوں کی نگہبانی کے فرائض انجام دیتا تھا۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ کتا کہاں سے ان لوگوں کے ساتھ آ گیا۔ کیا کتا ان لوگوں کا "صید" تھا یا واقعی کوئی کتا تھا جو راستہ میں ان لوگوں کو مل گیا تھا۔ یعنی ان لوگوں کو دیکھتے ہی اس نے دیگر جانوروں کو آبادی کی طرف روانہ کر دیا اور چونکہ خود حقیقت اور ملاقات یار کا مشتاق تھا لہٰذا ان پاکیزہ قلب لوگوں کے ساتھ چل پڑا اور ان لوگوں کے پیچھے پیچھے چلتا رہا۔

کیا اس سے اس بات کی نشاندہی نہیں ہوتی ہے کہ راہ حق تک پہونچنے کے لئے سبھی عاشق اس راہ پر گامزن ہو سکتے ہیں اور معشوق کی گلی کا دروازہ کسی کے لئے بند نہیں ہے۔ چاہے وہ ظالم بادشاہ کا توبہ کرنے والا وزیر ہو یا کوئی عام آدمی یا اس کا کتا؟!

کیا قرآن مجید میں یہ نہیں کہا گیا ہے کہ زمین و آسمان کی تمام مخلوقات یعنی درخت اور دیگر جاندار مخلوقات ذکر خداوندی کیا کرتی ہیں اور ان کے قلوب عشق الٰہی سے معمور ہوا کرتے ہیں (سورۂ اسراء آیت ۴۴)

۶۔ اصحاب کہف کی نیند کا منظر ایسا رعب انگیز تھا کہ اگر تم انہیں دیکھتے تو تم سر سے پیر تک خوفزدہ ہو کر بھاگ کھڑے ہوتے (لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ﴿۱۸﴾)

یہ پہلی اور آخری مرتبہ ہے کہ خداوند عالم رعب و خوف کے ذریعہ اپنے باایمان بندوں کے ارد گرد ایک حفاظتی سپر پیدا کر دیتا ہے۔ سورۂ آل عمران کی ۱۵۱ ویں آیت میں بھی اس قسم کے منظر کی نشاندہی ملتی ہے جہیں ارشاد خداوندی ہوتا ہے کہ "سَنُلْقِي فِي قلوب الذين كفروا الرعب" یعنی ہم بہت جلد ہی کافروں کے دلمیں خوف و دہشت پیدا کر دیں گے۔

لیکن یہ بات واضح نہیں ہے کہ اصحاب کہف کو دیکھنے کے بعد دیکھنے والے پر جس رعب و دہشت کے پیدا ہونے کی بات کہی گئی ہے وہ ان کی جسمانی کیفیت کی وجہ سے تھی یا اسمیں ایک پوشیدہ روحانی طاقت کام کر رہی تھی؟ قرآنی آیات اس موضوع پر کوئی روشنی نہیں ڈالتیں اگرچہ مفسرین نے اس سلسلے میں کافی بحث کی ہے لیکن اس بحث میں کوئی واضح دلیل نہ ملنے کی وجہ سے انہیں یہاں نقل کرنا بے سود ہے۔

ضمناً جملہ " وَلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ﴿۱۸﴾ یعنی سر سے پیر تک تمہارے اوپر خوف طاری ہو جاتا۔ جملہ " لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا " کی علت کی حیثیت رکھتا ہے جس کا مطلب ہے کہ اگر تم انہیں دیکھ لیتے تو بھاگ جاتے۔ یعنی اس وجہ سے بھاگ کھڑے ہوتے کہ تمہارے دل و دماغ پر غیر معمولی خوف طاری ہو جاتا۔ دوسری عبارت میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ دل انسانی جسم کا مرکز ہوتا ہے اور دلمیں خوف پیدا ہوتے ہی سارا جسم اس سے پوری طرح متاثر ہو جاتا ہے۔ بہرحال جب کسی چیز سے ارادہ خداوندی کا تعلق ہو جائے تو معمولی ترین راستے سے اہم ترین نتائج برآمد ہوا کرتے ہیں۔

سرزمین ایران

استان یزد

نقشه تقسيمات سياسي استان يزد

تیئیسویں قسط

یہ صوبہ رقبے میں ۷۰۰۱۱ کلومیٹر مربع سے زیادہ اور نمکزار کویر کے کنارے پر مرکزی ایران میں واقع ہے۔ یہ شمال مشرق میں صوبہ اصفہان، شمال مشرق میں صوبہ خراسان، جنوب مغرب میں صوبہ فارس اور جنوب مشرق میں صوبہ کرمان سے متصل ہے۔ چونکہ یہ مرکزی ایران میں ہے اور ساحل سمندر سے کافی دور ہے۔ اس لئے جغرافیائی اعتبار سے یہاں کی آب وہوا بعض خصوصی کیفیات کی حامل ہے۔ اس کے مغرب میں کوہ زاگرس اور شمال میں کوہ البرز کا سلسلہ ہے جن کے باعث مرطوب ہواؤں کا گزر یہاں سے نہیں ہوتا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ صوبہ نمکزار کویر (خشک و بے آب سمندر) سے متصل ہے اسی لئے وہاں کی خشک و بے آب وہوا نے بھی اس کی

جغرافیائی وضع وکیفیت کو متاثر کیا ہے۔ اور اس کی سطح زمین پر پانی بہت کم ہے اس لئے یہاں سے صرف دو ہی دریا گذرتے ہیں جن میں ایک مرودشت ہے اور دوسرا براُت۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اس صوبے میں جو فن معماری مروّج ہے۔ وہ انہی جغرافیائی کیفیات کی دین ہے اور اس کے ذریعے ہی یہاں کی شدید گرمی کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔

یہاں کی بیشتر آبادی اثنا عشری شیعہ مسلمین پر مشتمل ہے۔ اقلیتوں میں زرتشتی اور یہودی قابل ذکر ہیں۔ جو قرنہا قرن سے یہاں آباد چلے آرہے ہیں۔

گزشتہ تیرہ سو سال سے اس صوبے کا شمار زرتشتیوں کی بزرگترین مرکزی حیثیت سے ہوتا ہے کیونکہ حضرت زرتشت کے پیروکار سب سے زیادہ اسی صوبے میں آباد ہیں۔ اس لئے ان کے نزدیک یہ سرزمین نہایت مقدس وقابل احترام ہے۔ چنانچہ تمام زرتشتی اپنے تہوار ان آتشکدوں میں مناتے ہیں جو سالہا سال سے آباد رہے ہیں۔ زرتشتیوں کے تہواروں میں جشن نوروز، روزِ ولادت حضرت زرتشت، جشن مہرگان (موسم خزاں کی آمد کا تہوار) اور جشن سدہ (موسم سرما کے وسط میں لوہڑی جیسا تہوار) مناتے ہیں۔

قصبہ یزد :-

یہ قصبہ شیرکوہ اور خرانق نامی پہاڑوں کے درمیان خشک درّے میں واقع ہے۔ جس کا رقبہ تقریباً ۱۲.۵ کلو میٹر مربع ہے۔

مجموعی طور پر یہاں کی آب و ہوا بیابانی و نیم بیابانی ہے۔ جس کی وجہ سے گرمی کا موسم خشک اور سردی کا

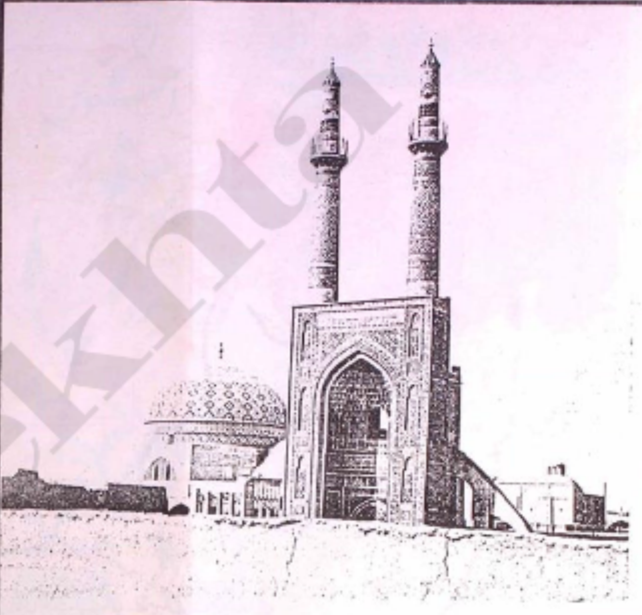

مسجد جامع یزد

موسم سرد وخشک رہتا ہے۔

پورا قصبہ تین علاقوں پر مشتمل ہے جو مرکزی، اشکذر اور خضر آباد کے نام سے موسوم ہیں۔

شہر یزد:۔

صوبہ کا اداری، ثقافتی، تجارتی و صنعتی مرکز ہے۔ اور رقبے میں تقریباً ۱۱ کلومیٹر مربع ہے۔ اس شہر میں صنعت وحرفت کو خاص اہمیت حاصل ہے جو دستکاری اور مشینوں سے تیار کردہ مال پر مشتمل ہے۔

۱۔ دستکاری میں بالخصوص پارچہ بافی کی صنعت میں یزد کے کاریگر قدیم زمانے سے ہی مشہود ومعروف رہے ہیں۔ چنانچہ آج بھی وہ اسی روایتی طریقے سے کپڑے بنتے ہیں جس کا رواج کبھی صدیوں قبل تھا۔ صنعت پارچہ بافی میں یزد کے کشیدے کو خاص شہرت حاصل ہے۔ یہ آج بھی اسی قدیم روایتی انداز میں تیار کیا جاتا ہے اور اس خصوصیت کی بنا پر اسے عالمی شہرت حاصل ہے نیز یہاں کا مال غیر ممالک میں دور دور تک پسند کیا جاتا ہے۔ کھادی کے کپڑے تیار کرنے کے علاوہ یزد کے کاریگر سونے اور چاندی کے کام کے لئے بھی مشہور ہیں۔

مشینی صنعتیں:۔

یزد کے کارخانے کمبل اور قالین بافی کے لئے بھی مشہور ہیں۔ ان کے علاوہ یہاں اتنا عمدہ ونفیس کپڑا تیار کیا جاتا ہے جس کا مقابلہ رسا ور کے مال سے بخوبی کیا جا سکتا ہے۔ یہاں کے تیار کردہ ریشمی اور روئی کپڑے قابل ذکر ہیں۔ جن کا استعمال صرف اس صوبے تک ہی محدود نہیں بلکہ انہیں دیگر مقامات پر بھی پسند کیا جاتا ہے۔

یزد کے تاریخی مقامات

صوبہ یزد کا ماضی جغرافیائی محل وقوع، سابق تاریخ اور مسلسل وغیر منقطع ثقافتی اقدار کے باعث ہمیشہ

(باقی ص۳۱ پر)

نمایی از شهر اردکان

درس پنجاه و هفت

جملۂ ساده - جملۂ مستقل - جمله های پیوسته

اب تک جملے کے متعلق ہم نے جو کچھ بھی پڑھا ہے، وہ سب اُن جملوں کے متعلق تھا جن میں صرف ایک فعل ہوتا ہے۔ اس قسم کے جملوں کی چار صورتیں ہوتی ہیں، جس کو پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ ان کو جملۂ ساده کہتے ہیں۔

فریدون دیروز به سفر رفت۔
آیا به اصفهان رسیده است؟
به کدام شهری رود؟
چرا به اصفهان رفته است؟
شما هم به اصفهان بروید۔
چه سفری کرد!
چه شهر زیبای!

مذکورہ بالا ہر ایک جملے میں ایک فعل ہے۔ صرف آخری جملے میں فعل محذوف ہے۔ اور اس میں بھی اگر فعل (است - یا - بود) لایا جائے تو ایک سے زائد نہیں ہوگا۔

سادہ جملوں میں اگر تمام و کامل معنی ہوں تو "جملہ مستقل" کہتے ہیں۔

مندرجہ بالا تمام جملے بھی مستقل ہی ہیں۔

جس جملے میں صرف ایک فعل ہوتا ہے اُسے "جملۂ سادہ" کہا جاتا ہے۔ ہرگاہ جملۂ سادہ تمام و کامل معنی رکھتا ہو تو اُسے "جملۂ مستقل" کہتے ہیں۔

لیکن گفتگو تو ایک جملۂ مستقل سے کم پر بھی تمام
باتی ہے۔ یعنی اپنا مقصود بیان کرنے کیلئے بہت
موارد چند دیگر جملوں کے محتاج ہوتے ہیں، جو
بعد دیگرے آتے ہیں اور باہم پیوست ہوتے
ں۔ یہ پیوستگی کبھی کبھی جملوں کے معنی و مطالب
لحاظ سے ہوتی ہے۔

"کتاب گلستان گم شدہ بود۔ سراسر خانہ را
جستجو کردم۔ نیز میز و بالای گنجہ را دیدم۔ فرش را
گردانم۔ زیر آن رانگاہ کردم۔ ہیچ نشانی از
گلستان نیافتم۔ نومید شدہ بودم۔ آخر پشت گنجہ را
نگاہ کردم۔ گلستان آنجا افتادہ بود۔"

ان میں ہر ایک جملہ سادہ و مستقل ہے۔ لیکن
ان میں ربط و پیوستگی ہے۔ یہ پیوستگی کسی خاص
کلمے کے ذریعہ پیدا نہیں ہوتی ہے بلکہ ان جملوں
کے معنی نے ان کو باہم مربوط کر دیا ہے۔ جملوں کے
درمیان اس قسم کے ربط کو "پیوند معنوی" کہتے
ہیں۔

گاہے جملوں کو باہم پیوست کرنے کے لئے
کسی خاص کلمے کی احتیاج ہوتی ہے۔ اس کلمے
کو "حرف ربط" کہتے ہیں۔ حرفہای ربط اس طرح
کے ہوتے ہیں۔

و، پس، اما، لیکن، لیک، بنابراین،
زیرا کہ، لہٰذا، ہم، خواہ ...... خواہ، چہ...
چہ ..... وغیرہ۔

مثال:
فرش را بر گرداندم و زیر آن نگاہ کردم۔
زیر فرش رانگاہ کردم اما ہیچ نشانی از گلستان
نیافتم۔
می خواستم بہ خانہ برگردم بنابراین با دوستان
وداع کردم۔
امروز بہ دبیرستان نرفتم، زیرا کہ بیمار بودم۔
ہم زیر فرش رانگاہ کردم ہم بالای گنجہ را دیدم۔
چہ کتاب بخوانی چہ درس دبیر را گوش کنی...
خواہ بنشین خواہ برخیز۔
جملوں کے درمیان اس قسم کے ربط کو
"پیوند لفظی" کہتے ہیں۔

جملہ ہای مستقل گاہے پے در پے آتے ہیں [illegible] جاتے ہیں۔ یہ ربط و پیوند یا "لفظی" ہوتا ہے یا "معنوی" ہوتا ہے۔

"پیوند لفظی" وہ ہے جو کہ "و، اما، زیرا کہ، بنابراین" جیسے کلمات کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے۔

"پیوند معنوی" میں دو جملوں کے درمیان رابطہ صرف اُن کے معنی و مفہوم کے ذریعہ ہوتا ہے۔

انسان اور فطرت

آیت اللہ مرتضیٰ مطہری اس عظیم فلسفی کا نام ہے، جو کوئی بھی عمل انجام دینے سے قبل کافی غور و خوض کیا کرتے تھے۔ انقلاب اسلامی کی کامیابی سے قبل آپ نے ایرانی قوم کے پاس انقلاب برپا کرنے کے لئے مادی وسائل کا جائزہ لیا اور امام خمینیؒ سے پیرس میں ملاقات کی۔ اس ملاقات میں آیت اللہ مطہری نے امام سے سوال کیا کہ آپ کے پاس کونسی طاقت ہے جس کی بنیاد پر آپ اتنی مضبوط حکومت سے ٹکرا رہے ہیں؟ امام نے قرآن مجید کی اس آیۂ کریمہ کی طرف متوجہ کیا جس میں خدا نے مستضعفین کو زمین پر حکومت دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ اس جواب کو سن کر آپ میں وہ نمایاں تبدیلی پیدا ہوئی کہ رئیس الاحرار بن گئے اور ببانگ دہل نعرہ لگایا :

استقلال، آزادی، جمہوری اسلامی۔

طاغوتی طاقتوں نے اسلامی فلسفے کے اس عملی پہلو کو کچلنے کے لئے آتشی اسلحوں کے دہانے کھول دئے مگر اسلامی طپش نے طاغوتی نظام کو ایسا پگھلایا کہ امام نے اس کو ڈھال کر اسلامی نظام تشکیل دے دیا۔

اسلام نے اپنے ہدف کو حاصل کرنے کے لئے بیش بہا قربانیاں دی ہیں۔ اسی سلسلے میں رئیس الاحرار، عظیم دانش مند و مفکر، بلند پایہ پروفیسر و فلسفی آیت اللہ شہید مرتضیٰ مطہری کی قربانی بھی ہے۔ ۲ مئی کو تہران یونیورسٹی کے دروازے پر اس وقت جبکہ آپ طلبا کے ایک جلوس کی قیادت کر رہے تھے منافقین خلق کے دہشت گردوں نے گولی مار کر آپ کو شہید کر دیا۔

شہید مطہری کی تاریخ شہادت کے موقع پر "راہ اسلام" موصوف کا ایک مقالہ "انسان اور فطرت" پیش کر رہا ہے۔ اس مقالے سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ موصوف نے مغرب زدہ جوانوں کی اسلامی تربیت کے لئے کس روش کو اختیار کیا ہے :

(ادارہ)

فطری خواہشات

فطریات کی دوسری قسم خواہشات انسانی ہیں۔ آیا انسان خواہشات کے بارے میں کچھ فطریات رکھتا ہے یا نہیں؟ اس کے تجزیہ و تحلیل کے لئے ہم انسانی خواہشات کو دو حصوں میں بانٹتے ہیں۔

۱۔ جسمانی خواہشات۔ ۲۔ روحانی خواہشات

جسمانی خواہشات:

جسمانی خواہشات سے مراد وہ خواہشات ہیں جن کا لق صرف جسم سے ہوتا ہے جیسے بھوک لگنا۔ جو صرف م اور مادہ سے متعلق ہے۔ یہ قوت غریزہ سے مربوط ہے۔ نی اس کا تعلق انسان اور حیوان کے بدن کی بناوٹ اور اخت سے ہوتا ہے چنانچہ جب انسان کے جسم میں کھانا ہضم ہوجاتا ہے اور اسے دوبارہ غذا کی ضرورت محسوس تی ہے۔ تو اس کے معدہ میں ایک قسم کا لعاب سا تا ہے۔ جس کی وجہ سے ایک مخصوص کیفیت احساس کی ورت میں انسان میں ظاہر ہوتی ہے۔ (خواہ انسان پنے معدہ کے بارے میں ایک بچے کی طرح سے کچھ جانتا ہو) انسان اپنی بھوک کے احساس کو ختم کرنے کے لئے کھانا کھاتا ہے۔ جب بھوک کا احساس ختم ہوجاتا ہے تو دوبارہ اسے غذا کی طرف رغبت نہیں ہوتی۔

شہوت اور بدن کے ہارمون میں محدود انسانی نسی خواہشات بھی بھوک کی طرح جسمانی خواہشات میں سے ہیں اور بے شک یہ خواہش بھی غریزی اور غیر حسابی ہے۔ اسی طرح کی جسمانی خواہشات میں سے ایک خواہش نیند ہے۔ خواہ نیند تھکن (خلیوں کی مسمومیت) جو زیادہ کام کرنے کی وجہ سے اور توانائی کے خرچ ہوجانے کی وجہ سے پیدا ہوتی یا خواہ کچھ بھی سبب رہا ہو ہر حالت میں انسان کی جسمانی ساخت کی وجہ سے ہوتی ہے۔ ان تمام جسمانی خواہشات کو عام طور سے غریزی امور سے تعبیر کرتے ہیں۔

اس وقت ہماری بحث جسم کے غریزی یا فطری امور سے نہیں ہے۔

انسان کی چند امتیازی خصوصیات:

فطری خواہشات میں سے کچھ خواہشات ایسی ہیں جن کو ماہرین نفسیات امور روحی کے نام سے جانتے ہیں۔ ان سے پیدا ہونے والی لذتوں کو روحی لذتوں کے نام سے یاد کرتے ہیں جیسے اولاد سے محبت۔ یہ محبت غریزۂ جنسی کے ماسوا ایک حقیقت ہے۔ انسان چاہتا کہ وہ صاحب

> جسمانی خواہشات سے مراد وہ خواہشات ہیں جن کا تعلق صرف جسم سے ہوتا ہے جیسے بھوک لگنا۔ جو صرف جسم اور مادّہ سے متعلق ہے یہ قوت غریزہ سے مربوط ہے۔

اولاد بنے اولاد سے لطف اٹھائے جو لطف انسان اولاد سے اٹھاتا ہے وہ جسمانی لذات کے مشابہ نہیں ہوتی ہے۔ یعنی اس لطف کا تعلق کسی خاص عضو جسم سے نہیں ہوتا ہے۔

اسی طرح انسان میں انفرادیت اور بڑائی کا جذبہ پایا جاتا ہے۔ اقتدار کا یہ جذبہ خواہشات روحی سے متعلق ہوتا ہے۔ چنانچہ انسان اعلیٰ اقتدار رکھنے کے باوجود مزید اقتدار کی خواہش رکھتا ہے۔ اور لامتناہی اقتدار کا جذبہ اس کے دل میں باقی رہتا ہے۔ ایسی صورت میں خواہ پوری دنیا اس کے زیر نگیں آجائے مگر پھر بھی وہ مزید اقتدار کی فکر میں لگا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ چاہتا ہے کہ اگر کسی دوسرے کرۂ ارض میں آبادی ہو تو اسے بھی اپنے قبضہ میں لے آئے۔

خواہشات روحی میں حقیقت پسندی، حقیقت جوئی کشف حقائق، علم دوستی، ہنرمندی، حسن پسندی، تخلیقی صلاحیت، فنی صلاحیت اور ان سب سے بڑھ کر عشق و پرستش کی خواہش شامل ہے۔

اب غور طلب یہ ہے کہ یہ خواہشات فطری ہوتی ہیں یا نہیں۔ ہم بیان کرچکے ہیں کہ فطری معلومات سے انکار کے نتیجہ میں ہم شک کی ہولناک گھاٹی میں گرفتار ہوگئے تھے۔ ایسا شک کہ جس کا نتیجہ سوفسطائی تھا اور علم و معرفت سے انکار بھی۔

دیکھنا یہ ہے کہ کیا ہم انسان کے اس طرح کی خواہشات کو فطری تسلیم کرتے ہیں یا نہیں۔ اور ان کو فطری ماننے یا نہ ماننے سے کیا فرق پڑتا ہے۔

فطری معلومات کے سلسلہ میں جس طرح کچھ لوگوں نے اصول تفکر کا انکار کرکے اپنے ہی فلسفہ کی جڑ کو اکھاڑ پھینکا ہے، کیا یہاں بھی کچھ ایسے افراد ہیں جو فطری خواہشات سے انکار کرکے انسانیت کو اس کی جڑ سے اکھاڑ پھینکیں اور اس کے باوجود انسانیت، انسانیت کا گن گاتے ہوئے انسانیت کی شاخوں کو پکڑے رہیں، اور انھیں بھی شعور نہ ہو کہ انھوں نے خود اپنے انکار سے انسانیت کو اس کی جڑ سے اکھاڑ دیا ہے۔

پہلا امتیاز :

جیساکہ ہم نے کہا ہے کہ وہ چیز جو انسان میں بغیر شک وشبہ ثابت ہے۔ یہ ہے کہ انسان دیگر موجودات عالم سے کافی حد تک مختلف ہے۔

ان میں سے پہلا امتیاز یہ ہے کہ انسان ایک ایسا موجود ہے جو خارجی دنیا کا بھی شعور رکھتا ہے یعنی کائنات کے بارے میں سوچنے سمجھنے کی صلاحیت رکھتا ہے وہ ایک صاحب فکر و نظر مخلوق ہے۔ یا جدید دور میں اسے یوں کہہ لیجئے کہ وہ اپنے آپ سے اور دنیا سے واقفیت رکھتا ہے جسے ادراک کے نام سے یاد کرنا بہت مناسب ہے۔

انسان سے بیرونی دنیا کے ارتباط اور اتصال کو دیکھتے ہوئے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ جب تک انسان علم نہیں رکھتا اور جاہل رہتا ہے اس وقت تک اس کے اور بیرونی دنیا کے درمیان جہالت اور لاعلمی کا ایک پردہ برقرار رہتا ہے اور معلومات کے اضافہ کے ساتھ ساتھ بیرونی دنیا سے اس کا رابطہ بڑھتا جاتا ہے۔ اس بیان کے پیش نظر ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ انسان کی اس صفت اور خصوصیت میں جماد، نبات اور حیوان کوئی شریک نہیں۔ اگرچہ اس میں شک نہیں کیا جاسکتا ہے کہ حیوانات بھی بیرونی دنیا کا محدود و مبہم علم رکھتے ہیں۔ مگر یہ بات بھی درست ہے کہ انسان کے مقابلہ میں ان کا علم بہت ہی کم ہے ان میں فکر کا فقدان ہے۔ اس لئے کہ فکر کی تعریف یہ ہے کہ حاضر معلومات کے ذریعہ غائب کا علم حاصل کیا جائے۔ مثال کے طور پر فرض کیجئے کہ کسی کو ہوسٹل میں کوئی پریشانی پیش آتی ہے اور راہیں مسدود ہونے کے باوجود وہ اپنی پریشانی کو دور کرنے کا طریقہ نکال لیتا ہے۔ اسی کو فکر کرنا کہتے ہیں جبکہ حیوان تفکر کی اس صفت سے بے بہرہ ہے۔ کیونکہ حیوان صرف حس کرتا ہے۔ جسے ہم سطحی مشاہدہ کہتے ہیں۔ یعنی جس طرح رنگوں کو ہم دیکھتے ہیں وہ بھی دیکھتا ہے۔ حرارت ہم محسوس کرتے ہیں وہ بھی محسوس کرتا ہے۔ اس طرح کے سطحی مشاہدات دونوں میں مشترک ہیں۔ مگر فکر انسان سے مخصوص ہے اور وہ مشاہدہ سے بالاتر ہے۔

دوسرا امتیاز

انسان میں کچھ مخصوص رجحانات ہوتے ہیں۔ جن کو ایک طرف تو تقدس کا درجہ دیا جاتا ہے اور دوسری طرف ان ہی کو خود غرضی و خود خواہی پر مبنی بھی کہا جاسکتا ہے۔ یہاں خود خواہی سے مراد ایسے رجحانات ہیں جو کسی فرد کے ساتھ مخصوص ہو جائیں۔ خود غرضی یا خود پسندی کا یہ عنصر حیوان میں بھی پایا جاتا ہے چنانچہ جس طرح حیوان غذا حاصل کرنا چاہتا ہے انسان بھی غذا حاصل کرنے کا

> انسان ایک ایسا موجود ہے جو خارجی دنیا کا بھی شعور رکھتا ہے یعنی کائنات کے بارے میں سوچنے سمجھنے کی صلاحیت رکھتا ہے وہ ایک صاحب فکر و نظر مخلوق ہے۔

خواہشمند ہوتا ہے۔ انسان اگرچہ پہلے حیوان ہے بعد میں انسان ہے۔ اس کے باوجود اس میں کچھ ایسی باتیں ہوتی ہیں جو خود غرضی و خود پسندی پر مبنی نہیں ہوتیں۔ جنہیں خود انسان مقدس اور عظیم تصور کرتا ہے اور جس میں یہ مذکورہ رجحان جس قدر زیادہ ہوتا ہے اسے اسی قدر عظیم و برتر تصور کیا جاتا ہے۔ اس کے مقابلے میں حیوان میں جو رجحانات (جیسے کھانے، پینے، سونے، جاگنے کے) پائے جاتے ہیں، وہ یا تو خود غرضی اور مقصد برآری کی بنیاد پر ہوتے ہیں، یا غریزہ کے حدود میں پائے جاتے ہیں، مثلاً بقائے نسل جو توالد و تناسل میں محدود ہے۔ حیوان اپنے اس عمل میں طبعاً مجبور ہوتا ہے۔ حیوان کا یہ عمل اس کے اختیار و شعور کی بنیاد پر نہیں ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک گھوڑی نومولود بچے سے بے حد محبت کرتی ہے۔ چنانچہ جب آپ اس پر سوار ہو کر کہیں جانا چاہتے ہیں تو وہ اپنے بچے سے زیادہ دور نہیں ہونا چاہتی ہے اور ہمہ وقت اپنے بچے کے خیال میں رہتی ہے۔ چنانچہ ایسی گھوڑی جس کا بچہ دو سال کا ہو چکا ہو، ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ اپنے جواں سال بچہ کو دیکھ دیکھ کر خوش ہو۔ لیکن ہوتا یہ ہے کہ نہ صرف یہ کہ اس کی طرف کوئی میلان نہیں رکھتی بلکہ جب جب بچہ اس کے قریب آتا ہے وہ اسے مارتی ہے اور اپنے پاس سے دور بھگا دیتی ہے۔ سمجھنے کی بات ہے کہ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ ایسا اس لئے ہوتا ہے کہ گھوڑی میں جو غریزہ پایا جاتا ہے۔ وہ صرف بچہ کی نگہداشت اور بقائے نسل تک محدود ہوتا ہے۔ لہٰذا جب بچہ بڑا ہو جاتا ہے تو اس کی نظر میں اس میں اور دوسرے میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔

اسی طرح حیوانات جو مل جل کر اجتماعی زندگی گذارتے ہیں، ان کا یہ عمل ان کے انتخاب کی بنیاد پر نہیں ہوتا بلکہ وہ قدرت کی طرف سے اپنے اس عمل کے انجام دینے کیلئے مجبور پیدا کئے گئے ہیں جیسے شہد کی مکھی، بعض چھوٹی چیونٹیاں، ہرن وغیرہ اجتماعی زندگی گذارتے ہیں۔ ان کی

یہ زندگی قوت عزیزہ کی بنیاد پر اضطراری اور کسی حد تک نیم شعوری ہوتی ہے۔

مگر اس کے برخلاف انسان میں کچھ ایسے رجحانات پائے جاتے ہیں جنہیں ہم خود غرضی کے نام سے یاد نہیں کر سکتے۔ بالفرض اگر خود غرضی سے ان کی توجیہ کی بھی گئی ہے تو یقیناً یہ توجیہات قابل بحث و تردید ہوں گی اور دوسری بات یہ ہے کہ انسان میں یہ رجحانات انتخاب ارادہ اور آگاہی کی بنیاد پر ہوتے ہیں چنانچہ انسانیت انہی مقدس رجحانات سے عبارت ہے اس کے سوا کچھ اور نہیں ہے۔

روحانی اور مقدس رجحانات

دورِ جدید میں مختلف مکاتبِ فکر کے لوگ خواہ وہ الٰہی مکتبِ فکر سے تعلق رکھتے ہوں یا مادّی یا مکتبِ شک کے ماننے والے ہوں۔ بہر نوع وہ ایسے مسائل پیش کرتے ہیں جن کا تعلق حیوانی مسائل سے بالاتر ہوتا ہے۔ ہم یہاں ان ہی مسائل کو پیش کرنا چاہتے ہیں۔ اور دیکھنا چاہتے ہیں کہ وہ مسائل انسان کے لئے فطری ہیں یا نہیں۔ پھر فطری ہونے یا نہ ہونے، دونوں صورتوں میں ہم ان سے کیا نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں۔

یہ رجحانات جن کو مقدس اور برتر بتایا گیا ہے یا تو یہ صرف پانچ مقولوں پر منقسم ہیں یا ہم ان کے پانچ مقولوں سے آگاہ ہو سکے ہیں۔

ا۔ مقولۂ حقیقت جوئی:

انسان میں ایسا رجحان موجود ہے جس سے وہ چاہتا ہے کہ حقائق کو جیسے کہ کما ھو ہیں۔ ادراک کرے۔ اس رجحان کا نام تلاش حقیقت، دانائی یا خارجی دنیا کی جستجو ہے۔ مفہوم یہ ہے کہ یہ ایک ایسا رجحان ہے جس میں حقائق کے دریافت و ادراک کا شوق چھپا ہوتا ہے، چنانچہ آنحضرتؐ کی دعاؤں میں سے ایک دعا ہے " اللّٰھم ارنی الاشیاء کما ھی " خدایا مجھ کو اشیاء کی حقیقت دکھلا۔ چنانچہ بنیادی طور پر جس کو ہم فلسفہ اور حکمت کہتے ہیں اس کا مقصود معرفتِ حقیقتِ اشیاء ہی ہے جیسا کہ بوعلی سینا، فلسفہ کے غرض و غایت کے سلسلہ میں کہتے: صیرورۃ الانسان عالماً عقلیاً شبیھاً للعالم العینی فلسفی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ فلسفی دنیائے عینی کے مانند عقل کی دنیا بن جاتا ہے۔ دنیا کا اس کی اصل حقیقت کے مطابق ادراک کرتا ہے اور سارے جہان کی تصویر عقلی بن جاتا ہے۔

فلاسفہ کی نظر میں حقیقت جوئی کمال نظری ہے۔ انسان فطرتاً چاہتا ہے کہ کمال نظری پیدا کرکے حقیقت کو پالے۔ اس وجہ سے اس میں تلاش و جستجو کا رجحان باقی رہتا ہے علم نفسیات میں اسے حس حقیقت جوئی یا حس کاوش کا نام دیا گیا ہے ماہرین نفسیات نے اس مسئلہ کو وسیع پیمانہ پر اس طرح بیان کیا ہے۔ کہ یہ رجحان وہی حقیقت جوئی ہے جو ایک بچہ میں تین سال کی عمر میں ہی پیدا ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے بچہ متجسس ہو جاتا ہے اور اطراف کی چیزوں کے بارے میں پوچھتا ہے۔ اور نادان والدین بچہ کے سوالات کو مہمل تصور کرتے ہیں ایسے والدین غلطی پر ہیں بچہ کو سوال کا حق حاصل ہے۔ بالفرض بچہ کوئی ایسی بات پوچھتا ہے جس کا جواب ماں باپ کے پاس نہیں ہے تو ایسی صورت میں انہیں جھڑکنا مناسب نہیں ہے بلکہ درست یہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو بچہ کو مناسب جواب سے مطمئن کیا جائے۔

یا اسی طرح سے بہت سے کام جو بچہ کرتا ہے مثلاً ہر چیز کو چھوتا ہے گراتا ہے توڑتا ہے۔ اس موقع پر والدین یہ خیال کرتے ہیں کہ بچہ تخریبی ہے کیا سچ مچ بچہ طبعاً برا اور توڑ پھوڑ کرنے والا ہے۔ یا یہ ایک جستجو کا جذبہ ہے جو اسے ادھر اُدھر کی چیزیں چھونے اور توڑنے پر مجبور کرتا ہے تاکہ پتہ لگائے کہ اس کا نتیجہ کیا ہے۔ اس کام کو ایک بڑا اس لئے نہیں کرتا کہ وہ جانتا ہے کہ اس کا نتیجہ کیا ہے۔ مگر بچہ انجان ہونے کی وجہ سے جاننے کے لئے اسی کام کو کرتا ہے۔

ابوریحان البیرونی کے بارے میں ایک دلچسپ واقعہ ہے کہ اس کی موت کے وقت اس کا فقیہ ہمسایہ اس سے ملاقات کے لئے آیا۔ ابوریحان نے فقیہ سے ایک مسئلہ پوچھا فقیہ نے تعجب سے دریافت کیا کہ یہ مسئلہ پوچھنے کا کونسا وقت ہے۔ تم تو بستر مرگ پر ہو؟ ابوریحان نے کہا کہ علم کے بعد مروں، یہ بہتر ہے یا بغیر جانے مر جاؤں یہ بہتر ہے؟ فقیہ نے مسئلہ بتایا اور اپنے گھر چلا گیا۔ ابھی وہ گھر میں داخل بھی نہیں ہونے پایا تھا کہ ابوریحان کا انتقال ہو گیا۔

جن دانشوروں نے اس جذبہ کو اپنے اندر باقی رکھا اور جنہوں نے اس کی پرورش کی وہ ایک ایسی منزل تک پہنچ گئے کہ حقیقت اور دریافت سے جو لذت اور مزہ ان کو ملا وہ ان کے لئے تمام دوسری چیزوں سے بلند و برتر ثابت ہوا۔ چنانچہ مذکورہ واقعہ کی طرح سے ایک واقعہ جو سید محمد باقر اصفہانی سے منسوب کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ محترم موصوف اپنی شادی کے موقع پر دلہن کے پاس جانے کے بجائے مطالعہ میں اس طرح غرق ہوئے کہ صبح کر دی۔ دوسری طرف دلہن ان کی آمد کی منتظر رہی۔ یہ حصول علم اور کشفِ حقیقت کا جذبہ ہی تو ہے جس نے ان کے شبِ زفاف کو شبِ مطالعہ میں بدل دیا۔

اس طرح کا شبِ زفاف کا ایک واقعہ پاسٹر (PASTER) سے متعلق بتایا جاتا ہے انھیں شبِ زفاف اپنی دلہن کے پاس جانے سے پہلے آدھے گھنٹے کی فرصت ملی چنانچہ اس سے فائدہ اٹھانے کے لئے وہ اپنی لیباریٹری تجربہ میں مشغول ہو گئے، اپنے کام میں وہ اس قدر ڈوبے ہوئے تھے کہ رات گذر گئی اور انھیں احساس بھی نہ ہوا۔ جب متوجہ ہوئے تو صبح ہو چکی تھی۔

لہٰذا اس میں تو شک نہیں کیا جا سکتا کہ کم یا زیادہ تلاش و جستجو کا جذبہ ہر آدمی میں موجود ہوتا ہے۔ البتہ یہ

(باقی ص ۳۱ پر)

زندگانی پیغمبر اسلام

از: جعفر سبحانی، حوزۂ علمیہ قم

گزشتہ سے پیوستہ

اقتصادی ناکہ بندی

کسی معاشرہ میں اقلیتوں کو کچلنے کا آسان اور کارآمد طریقہ منفی جدوجہد ہے جس کا ڈھانچہ باہمی اتحاد و اتفاق کی مدد سے تیار ہوتا ہے۔

مثبت جدوجہد کے لئے مختلف النوع وسائل کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ جدوجہد کرنے والوں کو تازہ ترین اسلحوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ فقط یہی نہیں بلکہ وہ لوگ اپنے جان و مال کی قربانی کے علاوہ سیکڑوں پستیوں اور بلندیوں سے گزرتے ہوئے مقصد کی راہ میں آگے بڑھتے ہیں۔ یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ اس قسم کی جدوجہد میں سیکڑوں رنج و مصائب جھیلنے پڑتے ہیں۔ لہٰذا عقلمند حکمراں لازمی وسائل و امکانات کی فراہمی اور مکمل آمادگی کے ساتھ اس قسم کی جدوجہد شروع کرتے ہیں اور جب تک چھری ہڈی تک نہ پہونچ جائے اور جنگ کے علاوہ کوئی دوسرا چارۂ کار باقی نہ رہ جائے، وہ مثبت جدوجہد کے منصوبے کے عملی جامہ پہنانے کی بات نہیں سوچتے ہیں۔

لیکن منفی جدوجہد میں ان باتوں کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی ہے بلکہ صرف ایک ہی چیز لازمی ہوتی ہے ایک بات پر اکثریت کا اتفاق و اتحاد۔

یعنی ایک مقصد و مکتب فکر پر عقیدہ و ایمان رکھنے والے لوگ بڑے خلوص کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ متحد و متفق ہو جاتے ہیں کہ وہ معاشرہ میں موجود اقلیت کے ساتھ کسی قسم کا کوئی تعلق نہ رکھیں گے۔ اگر پہلے کوئی تعلق تھا تو اسے توڑ دیں گے، ان لوگوں سے کسی طرح کا لین دین نہ رکھیں گے اور ان کی موت و زندگی، غم و خوشی اور شادی بیاہ وغیرہ میں شریک نہ ہوں گے اور سماجی معاملات میں انہیں مداخلت نہ کرنے دیں گے اور ان لوگوں کے ذاتی امور میں بھی کسی طرح کا تعاون نہ کریں گے۔ ایسے ماحول میں اقلیتی جماعت والوں کے لئے اتنی وسیع زمین ایک تنگ قیدخانہ معلوم ہونے لگتی ہے۔ اور قطع تعلقات کا یہ دباؤ ہر لمحہ بڑھتا رہتا ہے یہاں تک کہ ان لوگوں کو اپنی نابودی کا خطرہ محسوس ہونے لگتا ہے۔

ایسے نامساعد اور جانگداز ماحول میں اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ مخالف اقلیتی جماعت والے اکثریت کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتے ہیں اور اپنے مقصد کو ادھورا چھوڑ کر اکثریت کی اطاعت و فرمانبرداری کرنے لگتے ہیں۔ لیکن ان لوگوں کا تعلق اس مخالف اقلیتی جماعت سے ہوتا ہے جس کی مخالفت میں روحانی و معنوی اور مذہبی و عقیدتی عوامل کارفرما نہیں ہوتے ہیں۔ مثلاً اقلیتی جماعت والے دولت و ثروت حاصل کرنے یا کوئی اونچا عہدہ و مرتبہ حاصل کرنے کے لئے اکثریتی جماعت کی مخالفت کر رہے تھے اور جیسے ہی انہیں خطرہ کا احساس ہوا اور وہ قید و محاصرہ کے رنج و غم سے دوچار ہوئے، وہ فوری طور پر اپنے موقف سے پیچھے ہٹ جاتے ہیں اور اکثریتی جماعت کے سامنے سر جھکا دیتے ہیں کیونکہ ان کی جدوجہد روحانی و ایمانی محرک کی حامل نہیں ہوتی ہے اور وہ محض مادی و دنیوی مقصد کی خاطر اپنی جدوجہد شروع کرتے ہیں اور جیسے

ہی انہیں زیادہ فائدہ دکھائی پڑتا ہے وہ جد و جہد کے بجائے اس فائدہ کی طرف چل پڑتے ہیں۔

لیکن جن لوگوں کی مخالفت کا ڈھانچہ ایمان اور مقصد کی بنیاد پر کھڑا ہوتا ہے وہ اس قسم کی دھمکیوں سے ہرگز لرزہ براندام نہیں ہوتے ہیں بلکہ نتیجہ مصائب اور ناکہ بندی کا دباؤ ان کے ایمان کی جڑوں کو اور زیادہ مستحکم بنا دیتا ہے اور وہ اپنے صبر و تحمل سے دشمن کے ہر حملے کا منہ توڑ جواب دیتے ہیں۔

تاریخ بشریت کے صفحات گواہ ہیں کہ ایمان و اعتقاد وہ عظیم طاقت ہے جس کے سہارے اقلیتوں نے غیر معمولی ثابت قدمی کے ساتھ اکثریت کے دباؤ کا ڈٹ کر مقابلہ کیا ہے اور اپنے مقصد کی راہ میں اپنے خون کا آخری قطرہ بھی نچھاور کر دیا ہے لیکن اکثریت کے سامنے سر نہیں جھکایا اور تاریخ کے دامن میں اس کی سیکڑوں مثالیں موجود ہیں۔

قریش کا اعلان :-

سرداران قریش مذہب توحید پرستی کی حیرت انگیز اور روز افزوں ترقی سے سخت پریشان تھے اور انہیں ہمہ وقت اس کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ پیدا کرنے کی فکر لگی رہتی تھی۔ وہ لوگ حضرت حمزہ جیسے لوگوں کے اسلام قبول کرنے، اسلام کی طرف قریش کے روشن دل نوجوانوں کے میلان اور "حبشہ" میں مسلمانوں کو حاصل ہونے والی سہولتوں سے بہت فکرمند و پریشان تھے۔ حکومت وقت کی سب سے بڑی پریشانی یہ تھی کہ اسلام کے خلاف اس کا ہر حربہ ناکام ہو رہا تھا اور اس کی مہلک سازشوں کا کوئی نتیجہ نہیں نکل رہا تھا آخرکار اکثریتی جماعت والوں نے حکومت وقت کے تعاون سے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف "اقتصادی ناکہ بندی" جیسی خوفناک سازش تیار کی تاکہ مسلمانوں کی شہ رگ کاٹ دی جائے اور اسلام کی روز افزوں ترقی ختم ہو جائے اور اس مذہب کے بانی و پیروکاروں کو پوری طرح ہلاک کر دیا جائے۔

چنانچہ سربراہان حکومت نے "منصور بن عکرمہ"

تاریخ بشریت کے صفحات گواہ ہیں کہ ایمان واعتقاد وہ عظیم طاقت ہے جس کے سہارے اقلیتوں نے غیر معمولی ثابت قدمی کے ساتھ اکثریت کے دباؤ کا ڈٹ کر مقابلہ کیا ہے اور اپنے مقصد کی راہ میں اپنے خون کا آخری قطرہ بھی نچھاور کر دیا ہے لیکن اکثریت کے سامنے سر نہیں جھکایا اور تاریخ کے دامن میں اس کی سیکڑوں مثالیں موجود ہیں۔

نے خط میں ایک معاہدہ نامہ تیار کرایا جس پر سبھی لیڈران قریش نے دستخط کئے۔ اس کے بعد ان لوگوں نے اس معاہدہ نامہ کو خانہ کعبہ میں آویزاں کرتے ہوئے یہ قسم کھائی کہ ملت قریش مرتے دم تک مندرجہ ذیل شرطوں پر پوری طرح عمل کرتی رہے گی۔

۱۔ "محمدؐ" کے چاہنے والوں کے ساتھ ہر قسم کی خرید و فروخت ممنوع و حرام ہوگی۔

۲۔ ان لوگوں کے ساتھ ملنا جلنا و تعلقات قائم کرنا حرام و ممنوع ہوگا۔

۳۔ کسی کو مسلمانوں کے ساتھ ازدواجی تعلقات قائم کرنے کا حق حاصل نہ ہوگا۔

۴۔ اور آئندہ ہر معاملے میں "محمدؐ" کے مخالفین کی بھرپور حمایت کی جائے گی۔

مذکورہ معاہدہ پر قبیلہ قریش کے تمام بااثر لیڈروں نے دستخط کر دے اور معاہدہ کو پوری طرح عملی جامہ پہنانے کی کوشش شروع ہو گئی۔ دوسری طرف پیغمبرؐ کے واحد حامی و مددگار حضرت "ابو طالبؑ" نے اپنے تمام رشتہ داروں (اولاد ہاشم و مطلب) کو ایک جگہ جمع کیا اور انہیں حکم دیا کہ پیغمبرؐ کی بھرپور حمایت کریں۔ انہوں نے یہ بھی فیصلہ کیا کہ "خاندان" کے تمام لوگ شہر مکہ کے باہر پہاڑوں کے درمیان واقع "شعب ابی طالب" نامی وادی میں، جہاں ٹوٹے پھوٹے گھر اور جھونپڑے پڑے ہوئے ہیں، سکونت اختیار کرلیں اور مشرکین کی زندگی اور ان کے ماحول سے دور ہو جائیں۔ اور قریش کے اچانک حملے کا مقابلہ کرنے کے لئے حفاظتی چوکیاں قائم کی جائیں اور ان چوکیوں پر لوگوں کو ہمہ وقت چوکس رکھا جائے تاکہ وہ حملے کی اطلاع فوراً سب لوگوں کو پہونچا دیں

یہ ناکہ بندی تین سال تک جاری رہی اور مسلمانوں پر دباؤ اور سختی بڑھتی چلی گئی اور بنی ہاشم کے بچوں کی جگر خراش فریاد مکہ کے سنگدل لوگوں تک پہونچنے لگی لیکن ان لوگوں پر درد بھری آواز کا قطعی کوئی اثر نہ ہوتا تھا۔ مسلمان مرد اور نوجوان فقط ایک دانہ خرما پر زندگی بسر کر رہے تھے اور کبھی کبھی ان لوگوں کو وہ خرما

بھی دو حصوں میں تقسیم کرنا پڑتا تھا تین سال کی طویل مدت کے دوران فقط مقدس مہینوں کے علاوہ، جبکہ پورے عربستان میں مکمل امن و سلامتی کا ماحول ہوتا تھا، بنی ہاشم شعب ابی طالب سے باہر نکلتے تھے اور تھوڑی سی خرید و فروخت کر کے وہ پھر پہاڑ کی گھاٹی میں واپس چلے جاتے تھے اور ان کے عظیم رہنما کو فقط انہیں مہینوں میں اپنے مذہب کی تبلیغ کی توفیق حاصل ہوا کرتی تھی۔

لیکن لیڈران قریش کے غلاموں اور ایجنٹوں کو بھی ان مہینوں کے دوران مسلمانوں پر زیادہ اقتصادی دباؤ ڈالنے کی مہلت مل جایا کرتی تھی۔ وہ لوگ تقریباً تمام دوکانوں پر موجود رہتے تھے اور جب کوئی مسلمان خریدار دوکان پر آتا تو اس کو زیادہ مہنگی قیمت پر سامان بیچتے تھے تاکہ وہ اسے خرید نہ سکے۔

اس دوران بالخصوص "ابولہب" پیش پیش رہا کرتا تھا۔ وہ بازار میں نعرہ لگاتا ہوتا ہر دوکاندار سے یوں خطاب کیا کرتا تھا: "لوگو! اپنی چیزوں کی قیمت اتنی بڑھا دو کہ مسلمانوں میں خریدنے کی طاقت باقی نہ رہ جائے۔ وہ بڑھی ہوئی قیمت کو باقی رکھنے کے لئے ان اشیاء کو مہنگے داموں پر خود بھی خریدا کرتا تھا جس کے نتیجے میں چیزوں کی بڑھی ہوئی قیمت میں کمی نہیں آنے پاتی تھی۔

شعب ابوطالب میں بنی ہاشم کی دردناک حالت

گرسنگی اور بھوک کا دباؤ اتنا بڑھ چکا تھا کہ "سعد وقاص" کہتا ہے کہ ایک رات میں بھوک کی شدت کی وجہ سے وادی سے باہر نکلا۔ مجھے ایسا لگ رہا تھا کہ اب جان نکل جائے گی کہ اچانک مجھے ایک اونٹ کی سوکھی ہوئی کھال دکھائی دی۔ میں نے اس کھال کو دھویا، جلایا اور پھر اس کو کوٹ کر قدرے پانی میں بھگو دیا اور تین روز تک اسی پر گزر کرتا رہا۔

قریش کے جاسوس ہر راستہ پر پہرہ دے رہے تھے کہ کوئی شعب ابی طالب میں سامان نہ پہونچانے پائے۔ لیکن اس مکمل پہرہ داری کے باوجود کبھی کبھی حضرت خدیجہ کا بھتیجہ "حکیم بن حزام اور" ابوالعاص بن ربیع" اور" ہشام بن عمر" آدھی رات گزرنے کے بعد کچھ گیہوں اور خرما اونٹ کی پیٹھ پر لاد کر شعب ابی طالب کے قریب لے آتے تھے پھر مہار اونٹ کی گردن میں لپیٹ کر اسے تنہا چھوڑ دیتے تھے۔ اور کبھی کبھی یہ کوشش ان لوگوں کی گرفتاری کا باعث بن جایا کرتی تھی۔ ایک دن ابوجہل نے دیکھا کہ حکیم بن حزام کھانے پینے کا کچھ سامان ایک اونٹ پر لادے ہوئے شعب ابی طالب کی طرف چلے جا رہے ہیں۔ وہ یہ دیکھ کر ان پر سخت ناراض ہوا اور کہنے لگا میں تمہیں قریش کے سامنے لے جاؤں گا اور ذلیل و رسوا کروں گا۔ دونوں کے درمیان کشمکش بڑھتی چلی گئی۔ یہاں

> مجھے ایسا لگ رہا تھا کہ اب جان نکل جائے گی کہ اچانک مجھے ایک اونٹ کی سوکھی ہوئی کھال دکھائی دی۔ میں نے اس کھال کو دھویا، جلایا اور پھر اس کو کوٹ کر قدرے پانی میں بھگو دیا اور تین روز تک اسی پر گزر کرتا رہا۔

تک کہ "ابوالبختری" نامی دشمن اسلام نے ابوجہل کی اس حرکت کی مذمت کی اور کہا: "وہ اپنا کھانا اپنی پھوپھی (خدیجہ) کیلئے لے جا رہا ہے لہٰذا تمہیں ممانعت کا کوئی حق نہیں ہے۔" جب ابوجہل پر اس کی اس بات کا بھی کوئی اثر نہ ہوا تو اس نے اس کی پٹائی بھی کی۔

اس معاہدہ کی تعمیل کے سلسلے میں "قریش" کے سخت رویّہ سے مسلمانوں کے صبر و ثبات قدم میں ذرہ برابر کوئی کمی نہ آئی اور آخر چھوٹے چھوٹے بچوں کے نالہ و فریاد اور عام مسلمانوں کی زبوں حالی دیکھ کر کچھ لوگ بے حد متاثر اور اس معاہدہ میں اپنی شرکت پر نادم و شرمندہ بھی ہوئے اور اس مسئلہ کا حل تلاش کرنے لگے۔

ایک دن "ہشام بن عمر" جو کہ عبدالمطلب کے نواسے تھے "زہیر بن ابی امیہ" کے پاس گئے اور کہا: کیا یہ بات تمہارے لئے مناسب ہے کہ تم پھر پیٹ کھانا کھاؤ اور بہترین کپڑے پہنو اور تمہارے عزیز و رشتیدار گرسنگی و برہنگی کے عالم میں زندگی بسر کریں۔ خدا کی قسم، اگر تم نے "ابوجہل" کے رشتیداروں کے بارے میں یہ فیصلہ کیا ہوتا تو وہ اس معاملے میں ہرگز تمہارا ساتھ نہ دیتا۔ زہیر نے کہا: "میں تن تنہا قریش کے معاہدہ کو نہیں توڑ سکتا ہوں لیکن اگر کچھ لوگ بھی میرا ساتھ دینے کے لئے آمادہ ہو جائیں تو میں معاہدہ توڑ دوں گا۔ ہشام نے کہا: "میں تمہارے ساتھ ہوں۔ اس نے کہا کسی تیسرے آدمی کو بھی ساتھ لاؤ۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھے اور "مطعم بن عدی" کی تلاش میں نکل پڑے مطعم کو مخاطب کرتے ہوئے انہوں نے کہا: "میرا خیال ہے کہ تم اپنے جد عبد مناف کی اولاد یعنی بنی ہاشم اور بنی المطلب کو مرتا ہوا دیکھنا ہرگز پسند نہ کرو گے۔ اس نے کہا۔ آخر میں کیا کروں، اکیلا آدمی کیا کر سکتا ہے۔ ہشام نے کہا: دو اور لوگ تمہارا ساتھ دینے کے لئے آمادہ

(باقی صفحہ ٣٦ پر)

حضرت امام رضا علیہ السلام کے مختصر حالات

حضرت امام رضاؑ مدینہ منورہ میں بنا بر قول مشہور ۱۴۸ھ میں متولد ہوئے اور بچپن اپنے پدر بزرگوار حضرت موسیٰ بن جعفرؑ کے زیر سایہ گزارا۔ آنحضرتؑ کے پدر بزرگوار کو آپؑ سے بہت زیادہ الفت تھی وہ اپنی ساری اولاد پر آپؑ کو فضیلت دیتے تھے کیونکہ آثار امامت و خلافت ان کے چہرہ مبارک پر نمایاں تھے نیز وہ ہر لحاظ سے اپنے پدر بزرگوار کی جانشینی کے متحمل تھے۔

مادر امام رضا علیہ السلام

امام رضاؑ تُکْتَم نامی خاتون سے متولد ہوئے یہ خاتون کنیز تھیں جنہیں حمیدۃ المصفاۃ مادر موسیٰ بن جعفر علیہما السلام نے اپنے فرزند موسیٰؑ کے لئے خریدا تھا۔ مادر امام رضاؑ شمال افریقہ کی رہنے والی تھیں، ایک بردہ فروش وہاں سے انھیں خرید کر خود مدینہ منورہ لایا اور وہاں جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا موسیٰ بن جعفر کے لئے خرید لیا گیا۔ یہ معظمہ بہت پرہیزگار و عبادت گزار تھیں، انھوں نے حضرت موسیٰ بن جعفرؑ کے ہمراہ با کمال احترام زندگی گزاری۔

حضرت امامؑ رضاؑ کی اپنے عہد میں شخصیت

امام رضاؑ اپنے دور میں ہمعصر افراد کی توجہ کا مرکز تھے۔ مخالف و موافق سبھی لوگ علوم و معارف میں آنحضرتؑ سے استفادہ کرتے تھے۔ حضرت رضاؑ روضۂ مسجد حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نشست کیا کرتے تھے، لوگ آپ کا حلقہ کر کے جمع ہو جاتے اور شرعی مسائل میں فتاویٰ طلب کیا کرتے تھے؛ امام علیہ السلام چونکہ منبع قرآن سے کامل ارتباط رکھتے تھے اور دین مبین اسلام کی ہر شخص سے زیادہ شناخت و معرفت تھی لہٰذا حقائق و واقعیات کو اسی طور سے بیان فرمادیا کرتے تھے جس طرح کہ خدا اور اس کے رسولؐ نے بیان کیا ہے۔

امام رضا علیہ السلام بھی اپنے پدر بزرگوار کی مانند ایسے گروہ کے حلقہ میں تھے جن میں سے بعض دنیا پرست زہد و تقوٰی کے لباس میں آیا کرتے تھے مگر آنحضرتؑ کے وجود کو اپنے نامشروع مقاصد کی برآوری میں مانع سمجھتے تھے۔ چنانچہ وہ لوگ آنجناب کے لئے آزار و اذیت کا موجب بنے رہے۔ یہ منافقین جو کہ مدینہ میں امامؑ کے ساتھ زندگی گزار رہے تھے، آنحضرتؑ کی سماجی شخصیت و محبوبیت کو برداشت نہیں کر پاتے تھے لہٰذا ہارون کو خط نامہ لکھا کہ علیؑ بن موسیٰؑ بھی اپنے پدر کی مانند خلیفہ کے خلاف تبلیغ کر رہے ہیں۔

ہارون نے معترضین کی باتوں پر توجہ نہیں دی۔ اور اسی وجہ سے امام رضا علیہ السلام مدینہ میں زندگی بسر کرتے رہے اور اپنے والد بزرگوار کے دینی امور کو آگے بڑھاتے رہے۔ امام رضاؑ ہارون کی تمام مدتِ خلافت میں با کمال آسایش و راحت مدینہ میں اپنے کام میں مشغول رہے، اور بہت سے شاگردوں کی تربیت کی، جن میں سے ہر ایک اپنے منطقہ میں خدماتِ دینی اور نشر و معارف اہلبیت علیہم السلام میں مشغول ہو گیا۔ انھوں نے آنحضرتؑ کی روایات کو اپنی کتابوں میں منضبط کر کے دور و نزدیک کے شہروں اور ملکوں میں نشر کیا۔

خصوصیات و فضائل حضرت رضا علیہ السلام

ابراہیم بن عباس کہتے ہیں کہ میں جتنی مدت بھی امام رضاؑ کے ساتھ رہا اس میں کبھی بھی مشاہدہ نہیں کیا کہ آنحضرتؑ نے کبھی کسی سے سخت کلامی کی ہو یا گفتگو کے دوران کسی کی گفتگو قطع کی ہو۔ امامؑ کی روش یہ تھی کہ اس وقت تک صبر کیا کرتے تھے جب تک گوینده اپنی بات تمام نہ کرے۔ اس کے بعد اس کے بیانات کے سلسلہ میں اپنے نظریات کو بیان فرماتے تھے اور جو کوئی بھی دست نیاز ان کی طرف دراز کرتا، بشرطیکہ اس کی طلب مشروع ہو تو پھر یہ ممکن نہیں تھا کہ اس کی حاجت روائی نہ ہو۔ میں نے یہ کبھی نہیں دیکھا کہ آنجنابؑ کسی جلسہ میں پیر پھیلا کر بیٹھے ہوں یا کسی چیز سے ٹیک لگا کے بیٹھے ہوں۔

امام رضاؑ اپنے خدمتگاروں اور کارگزاروں سے بدکلامی نہیں کرتے تھے اور کوئی ایسی بات زبان پر نہیں لاتے تھے

جوان پر گراں گزرے۔ وہ کبھی بھی قہقہہ نہیں لگاتے تھے فقط تبسم کرتے تھے۔ جب دسترخوان بچھایا جاتا تھا تو سارے خدمتگاروں اور کارگزاروں کو اس پر جمع کرکے ان کے ساتھ غذا تناول فرماتے تھے۔ امام رضاؑ راتوں کو کم سویا کرتے تھے اور اکثر راتوں میں بیدار رہتے تھے۔ اکثر دنوں میں روزہ رکھتے تھے۔ اور ہر مہینہ تین دن کے روزے ہرگز ترک نہیں کرتے تھے۔ نیز فرماتے تھے کہ: جو کوئی ہر ماہ تین دن روزہ رکھتا ہے وہ اس شخص کی مانند ہے جس نے تمام عمر روزے رکھے ہوں۔ حضرت رضاؑ نیک کاموں میں اپنے معاصر افراد کے پیش قدم تھے اور پنہاں طور پر خصوصاً شبہائے تاریک میں صدقہ بہت دیا کرتے تھے، جو کوئی گمان کرے کہ ان جیسا بھی کوئی دیکھا ہے تو وہ دروغگو ہے ایک شخص خدمت حضرت امام رضاؑ میں پہنچا اور عرض کیا کہ آپ اپنے مقام و مرتبہ کی حیثیت کے مطابق کچھ عطا کردیجئے۔ حضرت رضاؑ نے فرمایا! یہ میرے قابو سے باہر ہے۔ اس آدمی نے کہا! میرے مقام و مرتبہ کے لحاظ سے کچھ دے دیجئے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا! اب اچھی بات کہی ہے، پس آپؑ نے ایک غلام سے فرمایا! اس آدمی کو ایک سو دینار دیدو۔

کسی شخص نے خدمت حضرت امام رضا علیہ السلام میں عرض کیا! روئے زمین پر آپ سے زیادہ شریف و عظیم کوئی شخص نہیں ہے اور آپ کے پدر بزرگوار بھی آپ کی طرح شریف تھے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا! میرے اجداد کا شرف تقویٰ تھا، انھوں نے خداوند متعال کی اطاعت میں زندگی بسر کی۔ اور اس کے اجر میں لذّت حاصل کررہے ہیں۔ ایک دیگر شخص نے کہا! خدا کی قسم آپ بہترین انسان ہیں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا! اے شخص قسم مت کہا، مجھ سے بہتر وہ ہے جو مجھ سے زیادہ خوفِ خدا رکھتا ہے اور مجھ سے زیادہ خدا کی اطاعت کرتا ہے۔ خدا کی قسم یہ آیت منسوخ شدہ نہیں ہے "وَجعلناکم شعوباً وَ قبائل لتعارفوا اِنّ اکرمکم عند الله اتقیٰکم"۔

اہل بلخ میں سے ایک شخص کہتا ہے! میں سفر خراسان کے دوران خدمت حضرت رضا علیہ السلام میں حاضر تھا، ایک دن آنجناب نے حکم دیا کہ دسترخوان بچھایا جائے۔ جب دسترخوان بچھا دیا گیا اور اس پر غذا آمادہ کردی گئی تو امام رضا علیہ السلام نے حکم دیا کہ سبھی خدمت گاروں اور غلاموں کو بلا ؤ۔ جب سارے خدمتگار اور غلام حتّٰی کہ سیاہ فام غلام بھی حاضر ہو گئے تو امامؑ

> خدا کی قسم آپ بہترین انسان ہیں
> امام علیہ السلام نے فرمایا! اے شخص قسم مت کہا،
> مجھ سے بہتر وہ ہے جو مجھ سے زیادہ خوف خدا رکھتا ہے اور مجھ سے زیادہ خدا کی اطاعت کرتا ہے۔

نے ان کے ساتھ اسی دسترخوان پر کھانا کھایا۔ میں نے عرض کیا کہ اگر آپ حکم دیتے تو سیاہ غلاموں اور خدمت گاروں کے لئے علیحدہ دسترخوان بچھا دیا جاتا فرمایا! کیا بات کہتے ہو! سب کا خدا ایک ہے سب کے ماں اور باپ ایک ہیں اور سبھی جزا اور اعمال میں ہم آہنگی رکھتے ہیں۔

ولی عہدی حضرت رضا علیہ السلام

حضرت امام رضا علیہ السلام کی مرو میں تشریف آوری کے بعد مامون نے آنحضرتؑ کے سامنے تجویز رکھی کہ آپ خلافت قبول کرلیجئے۔ مامون نے کہا: میں آجکل اولاد علیؑ وعباس میں خلافت کے لئے آپ سے زیادہ فاضل و موزوں کسی کو نہیں سمجھتا۔ میں نے خلافت سے کنارہ کشی کرنے کا تہیہ کرلیا ہے اور اپنی جگہ آپ کو مقرر کرنا چاہتا ہوں۔ امام رضا علیہ السلام نے اس کی تجویز کو قبول نہیں کیا۔ اس گفتگو میں کافی مباحثہ کے بعد آخرکار مامون اپنے اصرار سے دستبردار ہوا اور کہا: تو پھر آپ کو میری ولی عہدی تو قبول کرنی ہی ہوگی۔

امام رضا علیہ السلام نے اس تجویز کو بھی قبول کرنے سے انکار کردیا لیکن مامون نے کہا کہ ان دونوں میں سے ایک کو تو قبول کرنا ہی پڑے گا۔ حضرت رضاؑ نے بااکراہ ولی عہدی کو قبول کرلیا۔ مگر اپنے خواص سے فرمادیا کہ یہ امر انجام کو نہیں پہنچے گا اور مامون خود مجھے زہر دے کر قتل کرے گا۔ مامون کے حکم سے دربار کی اہم نشست آراستہ کی گئی جس میں ملک کی سبھی اہم شخصیات اور سرداروں کو دعوت دی گئی تھی۔ اس میں مامون نے سب سے پہلے اپنے فرزند عباس کو حکم دیا کہ وہ امام رضا علیہ السلام کی بیعت کرے، بعد میں سبھی طبقات کے لوگوں نے بیعت کی۔ اس کے بعد آپؑ نے تمام صوبوں اور شہروں میں عمال کے نام حکمنامہ بھیجا کہ وہ لوگوں سے بیعت لیں۔

(باقی صفحہ ۳۱ پر)

فقیہ سیاست مدار

وہ کون شخص ہے جو تاریخ ساز ہے — معیارِ وقت کس کا نشیب و فراز ہے
سوزِ نفس ہے کس کا جو آہن گداز ہے — عزم و عمل پہ کس کے مسلماں کو ناز ہے

آغوشِ مرگ پاتے ہی یہ کون سو گیا
کس کا وصال رنج ہمیشہ کو ہو گیا

پھونکی یہ روح کس نے قوم ایک جان بنی — تحریکِ انقلاب کی عظمت نشاں بنی
یہ کس کے دم قدم سے زمیں آسماں بنی — تحریر کس کی غیرتِ صد کہکشاں بنی

توحید کا پیام دیا روس والوں کو
توڑا قلم کی نوک سے مسجد کے تالوں کو

وہ کس کا حوصلہ ہے جو جھکا کر کھٹا نہیں — وہ کون سر بلند ہے جو خم ہوا نہیں
دنیا کی طاقتوں سے جو دب کر جھکا نہیں — دل میں کسی کا خوف سوائے خدا نہیں

دہرا رہی ہے عزمِ حسینی کا تذکرہ
تاریخ لکھ رہی ہے خمینی کا تذکرہ

وہ عالمِ غشی وہ پریشان ڈاکٹر — جس دم کہا کسی نے کہ آقائے نامور
یہ وقت ہے نماز کا چونکا وہ نامور — یہ سن کے آنکھیں کھول دیں دیکھا اِدھر اُدھر

اللہ اکبر اپنی زباں سے ادا کیا
محراب میں اجل کی مصلیٰ بچھا دیا

پھیلا ہوا تھا ملتِ بیضا میں انتشار — شیعہ بتانا خود کو گزرتا تھا ناگوار
اسلام تھا نحیف مسلماں ذلیل و خوار — تسبیح لے کے اٹھا جو دانائے روزگار

اسلام کی رگوں میں نیا خون بھر دیا
ایران کو جہاں میں سرافراز کر دیا

کی اس ادائے خاص سے حق کی صدا بلند — اسلام دشمنوں کا ہوا ناطقہ بھی بند
تحریکِ انقلاب سے ملت ہے بہرہ مند — اب ہو گئی ہے قوم زمانہ میں ارجمند

عزم و عمل کو لا کے حدِ اعتدال پر
گہری نگاہ ڈال عروج و زوال پر

اسلام مضمحل تھا زمانہ میں بالیقیں — گرد و غبار میں تھا رخِ نیرِ مبیں
غیبت نشیں تھا وارثِ قرآن امامِ دیں — اٹھا مزاجدانِ رسالت کا جانشیں

چودہ سو سال بعد یہ منظر دکھا دیا
اندازِ جنگ و صلحِ پیمبر دکھا دیا

ایران کو وقار دیا دبدبہ دیا — عظمت جو مٹ چکی تھی اسے پھر [illegible]
وہ بے پناہ عزم دیا حوصلہ دیا — بچوں کو بھی مبارزِ رعنا [illegible]

شعلوں کا فرش دے دیا شاہی مزاج کو
زورِ قلم سے چھین لیا تخت و تاج کو

یہ اتحادِ باہمی اب تک سنا نہیں — شیعہ ہے کون کون ہے سنی [illegible]
سب ایک دل ہیں کوئی کسی سے جدا نہیں — جادو سیاستِ علوی پر چلا [illegible]

اتاطلبقِ دیارِ ضلالت شعار کا
اپنے قلم سے کام لیا ذوالفقار کا

تحریکِ انقلاب کا پروردگار ہے — ہر ہر قدم امانتِ اسیل و تہب [illegible]
کچھ شک نہیں فقیہ سیاست مدار ہے — اے بیسویں صدی یہ تراشا [illegible]

چھوڑا نہیں ہے پہلوی قلعہ اجاڑ کر
پھینکا ہے آج کا درِ خیبر اکھاڑ کر

جرار چھولسی

rekhta

جان و دل سے تیرے فتوے کی حفاظت ہوگی

اے مورخ تجھے اس بات پہ حیرت ہوگی
بعد مرنے کے بھی اس شخص کی عزت ہوگی

آج کے دور میں فتووں کی تجارت ہے مگر
جان و دل سے تیرے فتوے کی حفاظت ہوگی

کل تلک جو تھا خمینی کی عداوت میں مگن
آج اس شخص کو کس درجہ ندامت ہوگی

گھر سے نکلو تو خمینی کے عمل کے سائے
ساتھ رکھنا کہ بہت دھوپ میں شدت ہوگی

ے تو آئے ہیں کنارے پہ خمینی کشتی
ب بھی تم پار نہ اترے تو یہ قسمت ہوگی

اپنی پیشانی پہ سجدوں کے نشاں روشن رکھ
دن میں اک روز چراغوں کی ضرورت ہوگی

م ہے کریں گے وہ سفارش گلشن
ہے کہ کب ان کی زیارت ہوگی

ڈاکٹر گلشن بجنوری

نذرِ امام خمینیؒ

تو نے وہ درس دیا قوم کو طوفانوں میں
ذکر ہوگا ترا تاریخ کے عنوانوں میں

بھر کے جو خونِ وفا چلتے ہیں پیمانوں میں
اور کچھ روز وہ بستے رہیں میخانوں میں

پیکرِ عزم! ترے جذبۂ ایماں کی نسیم
ہوگیا حشر بپا ظلم کے ایوانوں میں

مشعلِ راہ بنائیں گے جسے تیرے بعد
تو نے وہ شمع جلائی ہے بیابانوں میں

اہلِ محفل میں ہے چرچا ترے اشعار کا بدرؔ
تیرا انداز نرالا ہے غزل خوانوں میں

یعقوب بدرؔ

قالین بافی

راہ اسلام کے گزشتہ شمارہ میں ہم اعلان کر چکے ہیں کہ قارئین کی دلچسپی کو ملحوظ رکھتے ہوئے آئندہ شماروں میں فنون لطیفہ کے کسی ایک شعبے کی مفصل کیفیت بیان کرتے رہیں گے تاکہ اہل ذوق حضرات ان فنون لطیفہ کے آداب و رموز سے واقف ہو سکیں۔ قالین بافی کا شمار بھی چونکہ فنون لطیفہ میں ہوتا ہے اس لئے ہم اس شمارہ میں اس فن کی بعض خوبیوں کی وضاحت کر رہے ہیں۔ اس سے قارئین کرام کو یہ اندازہ لگانے میں آسانی ہوگی کہ ایران میں اسلام کے ظہور پذیر ہونے کے بعد ارتقائی منازل طے کرتا ہوا یہ فن کس طرح عروج پر پہنچ گیا ہے۔

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ ایران کو قالین سازی کے میدان میں غیر معمولی شہرت حاصل ہے اور دنیا کے ہر گوشے میں ایرانی قالین بہت مقبول ہیں اور ایرانی فنکاروں نے اس صنعت کو فروغ دینے میں نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔

ایران میں قالین بافی کی ابتداء کیسے ہوئی اور اس کا تاریخی پس منظر کیا ہے۔ اس سلسلے میں کوئی مخصوص تاریخی ثبوت نہیں ملتا بلکہ اس سلسلے میں کسی حد تک اندازہ ہی لگایا جا سکتا ہے۔ کیونکہ اُون (WOOL) ایک ایسی چیز ہے جس کی ایجاد کئی ہزار سال پہلے نہیں ہوئی ہے۔

عہد قدیم میں انسان جانوروں کی کھال کو اپنے لباس کی حیثیت سے استعمال کیا کرتا تھا لیکن دھیرے دھیرے اسے یہ اندازہ ہوا کہ کئی مرتبہ الٹنے پلٹنے سے کھال ٹوٹ جاتی ہے اور اس کے پشم ادھر ادھر بکھر جاتے ہیں۔ لہٰذا کچھ مدت کے بعد اس نے یہ سیکھ لیا کہ دباغت کے ذریعہ جانوروں کی کھال کو مضبوط چمڑے میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ درحقیقت جانوروں کی کھال سے دری اور قالیچہ بنانے کی تکنیک ہی قالین سازی کی ابتدائی تکنیک ہے۔

اس کے بعد انسان کمبل کی بنائی کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور کمبل سازی کے میدان میں ہر روز نئے نئے تجربات کے بموجب قالین بافی ایک مستقل فن کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔

تاریخی اعتبار سے "پازیریک" نامی قالین دنیا کی اہم ترین آثار قدیمہ کو حاصل ہوئی ہے اس قالین کا رنگ نیلا ہے اور یہ حضرت مسیحؑ کی ولادت سے تین سو برس قبل کی بنی ہوئی ہے اور سب سے زیادہ دلچسپ بات یہ ہے کہ اس کی بنائی کا طریقہ قالین بافی کے موجودہ طرز سے زیادہ مختلف نہیں ہے اور اس پر ہخامنشی دور کے نقش بنے ہوئے ہیں۔ دوسری قدیم قالین مغولستان کے بیرونی علاقے میں حاصل ہوئی ہے جس کا استعمال گھوڑے کی پوشش کی حیثیت سے کیا جاتا تھا اس قالین کا تعلق ہخامنشی دور سے ہے۔ یہ دونوں قالین "ارمیتاژ" نامی روسی عجائب گھر میں آج بھی محفوظ ہیں اور ان کے علاوہ قالین کے دیگر قدیم نمونے نہیں دکھائی دیتے ہیں لیکن ایسے بے شمار شواہد و مدارک موجود ہیں جن سے ایران میں فن قالین بافی کا پتہ چلتا ہے "فرش بہارستان" اور "چہار فصل" نامی تاریخی و افسانوی قالین کو اس دعوے کی بہترین دلیل قرار دیا جا سکتا ہے لیکن اب تک ان کا کوئی دستاویزی ثبوت نہیں حاصل ہو سکا ہے البتہ بادشاہوں اور حاکموں کے درباریں بڑے بڑے قالین اور پردوں کا ذکر ضرور ملتا ہے۔ تیموری دور حکومت کے اواخر اور صفوی دور حکومت کے دوران ایران نے فن قالین بافی میں نمایاں حیثیت حاصل کر لی

شیخ صفی کے مقبرہ کے لئے تیار کیا گیا قالین رنگ اور تکنیک کے اعتبار سے غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے۔ سردست یہ قالین لندن میں "وکٹوریہ والبرٹ" نامی عجائب گھر میں محفوظ ہے۔ ایرانی قالین کے میوزیم میں قاجاری دور کے تقریباً تین سو سال پرانے قالین موجود ہیں۔ اس کے علاوہ سلجوقی اور زندیہ دورِ حکومت میں تیار کئے گئے قالین کے بہترین نمونے دیگر یورپی عجائب گھروں میں تلاش کئے جاسکتے ہیں اور تیموری دور کے قالین کا تجزیہ کرنے کے لئے سمرقند اور بخارا نامی شہروں کا سفر بھی لازمی ہے۔ اسی طرح قالین کی ڈیزائن تیار کرنے والوں اور اس میں مختلف قسم کے رنگوں کی باہم آمیزش کے لئے لازمی طریقۂ کار کی کوئی معلومات حاصل نہیں ہوسکتی ہے اور اگر قدرے غور سے دیکھا جائے تو فن قالین سازی میں اب تک کوئی بڑی تبدیلی پیدا نہیں ہوئی ہے۔ بلکہ اگر غور سے دیکھا جائے تو قالین بافی کے فن میں کوئی مخصوص فنی تبدیلی بھی نہیں ہوئی ہے البتہ قالین بافی میں جن پرزوں کا استعمال کیا جاتا ہے ان میں بھی کوئی خاص تبدیلی نہیں ہوئی ہے۔ البتہ اوزاروں کے نام بدل گئے ہیں۔

قالین بافی کے لئے لازمی وسائل و امکانات

قالین بنانے کے لئے بکری کے پشم کا استعمال نہیں کیا جاتا ہے بلکہ اس کے لئے خصوصی طور پر پالے گئے گوسفند کے پشم کا استعمال کیا جاتا ہے۔ اگر پشم سفید رنگ کا ہوتا ہے تو وہ پسندیدہ رنگ کو اپنے اندر جذب کر لیتا ہے اسی وجہ سے پہلے پشم کے رنگ کو اتارتے ہیں اور اس کے بعد اس پر رنگ چڑھاتے ہیں۔

۱۔ پشم:۔ سخت، صاف اور بڑی جیسے ریشے

جو گوسفند سے حاصل ہوتے ہیں

۲۔ کرک:۔ نرم و نازک بالوں کے ریشے جو پیچ دار اور گھنگھرالے ہوتے ہیں اور عموماً گوسفند کے بغل اور سینے سے حاصل ہوتے ہیں۔

ایرانی گوسفندوں میں کرک کی مقدار کم ہوتی ہے۔ اس کا استعمال انتہائی عمدہ و نفیس قسم کے کشمیری اور ماہوتی کپڑوں کی بنائی کے لئے کیا جاتا ہے اور پشمی توڑیوں کی بنائی کے لئے سب سے زیادہ سخت قسم کا پشم استعمال کیا جاتا ہے۔ کشمیری پشم کی کل موٹائی تین ملی میٹر ہوتی ہے۔ یہ پشم نہایت گرم، مضبوط اور ہلکا ہوتا ہے۔ نازک اور کم وزن پشم کو کشمیری کپڑوں کی بنائی میں استعمال کیا جاتا ہے اور اگر پشم کچھ موٹا ہوا تو اس سے کوٹ، پتلون اور دیگر موٹے اونی کپڑے تیار کئے جاتے ہیں اور قدرے زیادہ موٹائی والے پشم کا استعمال قالین سازی کے لئے کیا جاتا ہے۔ کارخانوں میں اچھے، خراب، موٹے اور پتلے پشم کی شناخت کے لئے انہیں مختلف نمبروں سے واضح کیا جاتا ہے۔ واضح رہے کہ قاجاری دورِ حکومت تک ایران میں پشم کی شمار بندی کا رواج نہیں تھا لیکن عالمی مراکز صنعت و ہنر سے تعلقات قائم ہونے کے بعد بیرونی ممالک کے قالین ساز کارخانوں کے کوڈ ایران میں بھی داخل ہوگئے۔ قالین ساز کارخانوں نے لازمی تجربات و تحقیقات کے بعد ان کوڈ کا انتخاب کیا ہے۔

پشم کی شمارہ بندی آٹھ سے ہوتی ہے یعنی آٹھ نمبر کا پشم ریشوں کے اعتبار سے سب سے زیادہ موٹا ہوتا ہے اور جیسے جیسے یہ نمبر زیادہ ہوتا ہے اسی اعتبار سے پشم نازک تر ہوتا چلا جاتا ہے اور ۲۴ نمبر کا پشم سب سے زیادہ نازک ہوتا ہے۔ پشم کے کوڈ نمبر اس طرح ہوتے ہیں۔

۲۴، ۲۲، ۲۰، ۱۸، ۱۶، ۱۴، ۱۲، ۱۰، ۸ ۔

کرک نامی پشم کے کوڈ نمبر یہ ہیں

۱۴ لا، ۴۸ لا کی دولا اور ۲۸ لا کی دولا۔

سردست کاشان میں واقع ایک کارخانے نے ایک نئے کوڈ کا پشم تیار کرنا شروع کیا ہے جو ہر اعتبار سے ۲۸ لا کی دولا جیسا ہے۔

۳۔ دھاگا:۔ قالین سازی میں ایک اور چیز کی ضرورت ہوتی ہے جو روئی سے تیار کیا جاتا ہے اور جس کو عرفِ عام میں نخ یا دھاگا کہا جاتا ہے۔ پشم کی طرح دھاگے بھی الگ الگ نمبر کے ہوتے ہیں۔ مثلاً ۲۴ لا، ۲۰ لا، ۱۸ لا، ۱۵ لا، ۱۲ لا اور ۹ لا۔

قابلِ توجہ بات یہ ہے کہ دھاگے کا نمبر جیسے جیسے زیادہ ہوتا ہے اس کی موٹائی بڑھتی چلی جاتی ہے جبکہ پشم کا معاملہ اس کے بالکل برعکس ہوتا ہے۔ دورِ قدیم میں دھاگے کا کوئی مخصوص کارخانہ نہیں تھا بلکہ چرخے کی مدد سے دھاگہ تیار کیا جاتا تھا جس کے نمونے پرانے تابوت اور بڑے لوگوں کے مقبروں پر موجود نقاشی میں دکھائی دیتے ہیں۔ ایک نقاشی میں فرعون کی روزمرہ زندگی کا منظر پیش کیا گیا ہے اس نقاشی میں ایک تکلی بھی دکھائی دیتی ہے جس کی روشنی میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ دھاگا تیار کرنے والی تکلی کی ایجاد پانچ ہزار سال پہلے ہوئی ہے اور اس وقت بھی اس کی شکل و صورت میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی ہے۔

اعلیٰ قسم کے دھاگے کو "چلہ" کہتے ہیں۔ اس جگہ اس بات کی وضاحت لازمی معلوم ہوتی ہے کہ پہلے ۹ لا نمبر کا پتلا اور نازک دھاگا بھی ہوا کرتا تھا اور اس طرح کا دھاگا (۶ لا) بیرونی ممالک سے ایران کے بازاروں میں داخل ہوا ہے اور اب ۶ لا نمبر کے دھاگے کی جگہ پر ابریشم کا استعمال کرتے ہیں۔

اگر چلہ کشی کے موقع پر ۹ لا سے زیادہ باریک اور نازک دھاگے کا استعمال کرتے ہیں تو اس بات کا قوی امکان ہوتا ہے کہ زیادہ دباؤ پڑنے کی وجہ سے دھاگے ٹوٹ جا[ئیں]۔

۴: ریشم:۔ یہ نرم و نازک اور صاف و عمدہ قسم کا ریشہ ہو[تا ہے] جو ریشم کے کیڑوں سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ ریشہ بہت مض[بوط] بھی ہوتا ہے اور اس کا استعمال نہایت عمدہ و قیمتی قالین میں کیا جاتا ہے۔

(باقی آئندہ)

بقیہ : سرزمین ایران صفحہ ۳ سے آگے

شمال میں دشتِ نمکزار کے درمیان اس جگہ واقع ہے جسے مرکزی ایران کا قلب کیا جاتا ہے۔ یہ پورے صوبے میں سب سے زیادہ وسیع و عریض قصبہ ہے۔ اور رقبے میں ۲۲۲۰۰ کلو میٹر مربع سے زیادہ ہے۔

قدرتی ذخائر اور معدنیات کی دولت سے مالامال ہونے کے باعث اس صوبے کے دیگر تمام قصبات میں مشخص و نمایاں ہے۔ یہاں کی معدنیات یورینیم (URANIUM) بیریم (BARIUM) لوہا، مسیہ، جست، چونا اور نمک قابل ذکر ہیں۔ دیہی صنعت و دستکاری میں یہ قصبہ دریاں، ٹاٹ، چٹائیاں، ٹوکریاں بننے اور قالی بافی کے لئے مشہور ہے۔

یہاں مقدس مذہبی مقامات بھی ہیں جن میں یہاں کی جامع مسجد، آستانہ امام زادہ سعید محمد، آستانہ امام زادہ سید نورالدین اور زرتشتیوں کی پرستش گاہ قابل ذکر ہیں۔

بقیہ : زندگانی پیغمبر اسلامؐ

ہیں۔ ایک میں خود اور ایک "زہیر"، مطعم کہنے لگا کہ کچھ اور لوگوں کو بھی ہمارے ساتھ ہونا چاہیے۔ اس کے بعد ہشام نے یکے بعد دیگرے "ابی البختری" اور "زمعہ" سے بھی اس معاملے کا ذکر کیا اور ان سے تعاون کا مطالبہ کیا۔ وہ لوگ بھی آمادہ ہو گئے اور یہ طے پایا کہ سبھی لوگ صبح سویرے ہی مسجد میں حاضر ہو جائیں۔

زہیر اور ان کے ساتھیوں کی موجودگی میں لیڈران قریش کا ایک اجلاس منعقد ہوا تھوڑی دیر تک اجلاس میں شریک تمام لوگوں پر خاموشی طاری رہی اس کے بعد زہیر نے خاموشی توڑتے ہوئے کہا۔ "آج قریش کو چاہیئے کہ وہ اپنے دامن پر لگے ہوئے شرمناک دھبے کو صاف کر ڈالیں۔ پس اس ظالمانہ معاہدہ کو آج اور اسی وقت توڑ دینا چاہیے کیونکہ اولاد ہاشم کی دردناک حالت نے سبھی لوگوں کو رنجیدہ و غمگین بنا دیا ہے۔

اسی اثنا میں ابوجہل بولا: "یہ بات قطعی ممکن نہیں ہے کیونکہ قریش کا معاہدہ ہر اعتبار سے ایک محترم معاہدہ ہے۔ دوسری طرف "زمعہ" نے زہیر کا ساتھ دیتے ہوئے کہا: "نہیں، اس معاہدہ کو فوراً توڑ دینا چاہیے۔ میں تو شروع سے ہی اس بات پر راضی نہ تھا۔ مجمع میں بیٹھے ہوئے دیگر لوگوں نے بھی معاہدہ شکنی کی بھرپور حمایت کی۔ ابوجہل سمجھ گیا کہ بات کچھ سنجیدہ ہے اور لوگ پہلے ہی سے سازش کر چکے ہیں اور میری ناموجودگی میں یہ لوگ متفقہ طور پر معاہدہ شکنی کی بات طے کر چکے ہیں یہ ماجرا دیکھ کر ابوجہل خاموش ہو گیا۔ مطعم نے موقع سے فوری فائدہ اٹھایا اور اس طرف بڑھے جہاں وہ معاہدہ نامہ لگا ہوا تھا۔ مطعم نے اس معاہدہ کو پھاڑنا چاہا لیکن وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ "بسمک اللھم" کے علاوہ سارا معاہدہ نامہ دیمک کھا گئی ہے۔ واضح رہے کہ اسلام کی آمد سے پہلے بھی قریش "باسمک اللھم" کے نام سے ہی اپنے ہر کام کی شروعات کرتے چلے آ رہے ہیں [1]

اس روز ابو طالبؑ سارا ماجرا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے اور یہ انتظار کر رہے تھے کہ بات ختم ہو جائے تو بھتیجے کو حقیقت سے آگاہ کروں چنانچہ بات چیت ختم ہوتے ہی ابو طالبؑ نے نہایت مسرت کے ساتھ اپنے بھتیجے کو حالات سے آگاہ کر دیا اور ان کے مشورے سے شعب ابو طالب میں پناہ گزیں لوگ اپنے گھر واپس آ گئے۔

حوالے:

[1] سیرۃ ابن ہشام جلد اول صفحہ ۳۷۳ اور تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۷۹۔

بقیہ : چودہ ؟ ایک انعامی مقابلہ

آئی۔اے۔ایس	(I.A.S.)
آئی۔پی۔ایس	(I.P.S.)
آئی۔ای۔ایس	(I.E.S.)
آر۔این۔آئی	(R.N.I.)

کشکول

خاموشی

کہتے ہیں کہ انسان کے اندر ہزار عیب ہوتے ہیں، جب تک وہ خاموش رہتا ہے اس کے سارے عیب پوشیدہ ہوتے ہیں اور جب وہ بات کرنا شروع کرتا ہے تو اس کے عیب ظاہر ہونے لگتے ہیں بعض لوگوں کا قول ہے کہ خاموشی میں سات خوبیاں ہوتی ہیں۔

۱۔ خاموشی جسم کا حصار ہے۔

۲۔ خاموشی ایک ایسی عظیم عبادت ہے جس میں کوئی رنج و تکلیف نہیں ہوتی۔

۳۔ خاموشی بغیر کسی زیور کے بہترین زینت ہے۔

۴۔ خاموشی کرام الکاتبین کے لئے بہت بڑی راحت ہے۔

۵۔ خاموشی ایک ایسا مکان ہے جس میں کوئی لڑائی جھگڑا نہیں اور ایک ایسا حصار ہے جس میں دیوار کی کوئی ضرورت نہیں۔

۶۔ خاموشی ایک بے نیازی ہے

۷۔ خاموشی ایک ایسا قلعہ ہے جس میں سارے عیوب مقید ہوتے ہیں اور ایک ایسا پردہ ہے جو تمام خرابیوں اور برائیوں کو ڈھکے رہتا ہے۔

اچھی نصیحت

ایک شخص خدمتِ رسولؐ میں حاضر ہوا اور کہنے لگا یارسولؐ اللہ! مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جس سے میری دولت بڑھ جائے، کوئی ایسا عمل بتایئے جس سے میرا جسم سلامت رہے، اور ایسا عمل بھی جس سے میری عمر طولانی ہو جائے کوئی ایسا عمل بتایئے جس سے خدا اور اس کی مخلوق مجھ سے خوش رہے اور ایسا عمل بھی ارشاد فرمایئے کہ مرنے کے بعد قیامت میں میرا شمار آپکے ساتھ ہو۔" پیغمبر اسلام نے کہا۔" اس شخص کو تمام نیک باتوں کی فکر دامنگیر ہے۔"

اس کے بعد ارشاد فرمایا۔" اگر تو یہ چاہتا ہے کہ خداوندِ عالم تجھے دوست رکھے تو خدا سے ڈر اور اس کی عبادت و بندگی سے ہرگز غافل نہ ہو، اگر تو لوگوں میں مقبولیت حاصل کرنا چاہتا ہے تو لوگوں سے کسی قسم کی لالچ نہ رکھ، اگر تجھے یہ خواہش ہے کہ تیرا مال بڑھ جائے تو اپنے مال کی زکوٰۃ نکال، اگر اپنے جسم کی سلامتی کا خواہاں ہے، تو راہِ خدا میں زیادہ سے زیادہ صدقہ وخیرات کیا کر اگر تو لمبی عمر چاہتا ہے تو اپنے قرابت داروں کے ساتھ احسان کیا کر اور اگر قیامت کے دن میرے ساتھ محشور ہونا چاہتا ہے تو زیادہ سے زیادہ سجدہ کیا کر اور کسی حال میں بھی اطاعتِ خداوندی سے غافل نہ ہو۔

لقمان کی نصیحت

حکیم لقمان نے اپنے لڑکے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا۔" میرے بیٹے! دنیا میں خداوندِ عالم سے عافیت

طلب کر کیوں کہ عافیت تمام چیزوں سے بہتر ہے۔ چاچیزوں میں خداوندِ عالم سے عافیت طلب کرنا بہتر ہے

اوّل عافیت نفس، دوم عافیتِ دین، سوم عافیت دنیا اور چہارم عافیتِ عقبیٰ و آخرت۔

عمل خالص

پیغمبر اسلام نے ارشاد فرمایا۔ "خداوند عالم فرماتا ہے کہ میں اس قدر بے نیاز ہوں کہ کسی کو اپنا شریک نہیں قرار دیا۔ پس جو شخص میرے لئے کوئی عمل انجام دیتا ہے اور اس میں کسی کو میرا شریک قرار دیتا ہے تو میں اپنا حصّہ بھی اس شریک کو دیدیا کرتا ہوں اور اس عمل کو بالکل قبول نہیں کرتا۔ میرے لئے وہی عمل قابلِ قبول ہے جو صرف میرے لئے کیا گیا ہے۔"

ستمگری

ارسطو سکندر کی تربیت کیا کرتا تھا۔ اس نے سکندر کی تربیت میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھا تھا۔ اور اسے جو کچھ سکھانا چاہئے تھا وہ سب کچھ سکھا دیا۔ ایک دن علماء و حکماء کی موجودگی

میں اس نے سکندر سے سوالات پوچھنا شروع کئے۔ سکندر نے ارسطو کے ہر سوال کا معقول جواب دیا۔ لیکن ارسطو نے اس کی حوصلہ افزائی نہ کی بلکہ اس کو بُرا بھلا کہنا شروع کر دیا اور اسے جاہل اور بیوقوف کے نام سے یاد کرتا رہا۔

حاضرین مجلس کو ارسطو کی اس حرکت پر بڑا تعجب ہوا۔ سب لوگوں نے ارسطو کی اس نازیبا حرکت کو کھلا ہوا ظلم بتایا۔ اور اس سے پوچھا کہ اپنے شاگرد کی حوصلہ افزائی کے بجائے تم نے اس پر لعنت و ملامت کی بوچھار کیوں کی؟ آخر اس لڑکے نے تمہاری نگرانی میں اتنے دنوں تک تعلیم و تربیت حاصل کی اور طرح طرح کی زحمتیں برداشت کیں۔ کیا اس کی زحمتوں کا یہی انعام ہے؟

ارسطو نے حاضرین مجلس کو مخاطب کرتے ہوئے جواب دیا۔ "سکندر ایک ایسا بچہ ہے جس کی پرورش حکومت کی آغوش میں اور بڑے ناز و نعم کے ساتھ ہوئی ہے۔ یہ مستقبل قریب میں اس ملک کا بادشاہ ہوگا اور حکومت کے جملہ امور کی ذمہ داری اس کے کندھوں پر ہوگی۔ میں نے سوچا کہ اسے ظلم کا مزہ چکھا دوں تاکہ اسے معلوم ہو جائے کہ ظلم کتنا تلخ اور ناگوار ہوتا ہے۔ اور جب یہ بادشاہ وقت کے عہدے پر فائز ہو تو ظلم و ستم سے پرہیز کرتا رہے۔"

نصیحت

بزرگوں کا قول ہے کہ اپنے دوست کو دشمن کا مصاحب دیکھ کر ہرگز پریشان نہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ اگر تمہارا دوست معتمد ہے تو وہ ایسا موقع ہی نہ آنے دیگا کہ دشمن تجھے کوئی نقصان پہنچا سکے۔ اور اگر وہ دوست خیانت کار ہے تو ایسے دوست سے دشمن اچھا اور کم نقصان دہ ہوتا ہے۔

لطیفہ

ایک شخص ایک دولتمند آدمی کے پاس گیا اور اسکے سامنے پیغمبری کا دعویٰ کرتے ہوئے اس سے کچھ مال طلب کیا۔ دولتمند آدمی بڑا چالاک تھا۔ اس نے ایک تالا بند کر کے اس کے حوالے کر دیا اور کہا۔ "اگر تو اپنے دعوے

میں سچا ہے تو اس قفل کو بغیر کنجی کے کھول دے۔"

نبوت کا دعویٰ کرنے والے شخص نے کہا۔ "میں نے تجھ سے یہ نہیں کہا کہ میں قفل ساز ہوں بلکہ میں نے تو یہ کہا تھا کہ میں پیغمبر ہوں۔"

چودہ ؟ ایک انعامی مقابلہ

برادران وخواہرانِ اسلام ـــــ سلام علیکم

آپ لوگوں کو یہ معلوم ہو کر یقیناً خوشی ہوگی کہ اپنے نوجوان ساتھیوں کی دینی لگن اور مذہبی دلچسپیوں کو نگاہ میں رکھتے ہوئے ماہنامہ "راہِ اسلام" نے اپنے گذشتہ شماروں میں چودہ سوال۔ انعامی مقابلے کا جو پروگرام شروع کیا تھا وہ بحمد اللہ آج بھی جاری ہے۔ ذیل میں پوچھے گئے چودہ سوالوں کا صحیح جواب لکھنے والوں کو مندرجہ ذیل انعامات دیئے جائیں گے۔ انعامات کی رقم یقیناً حقیر ہے مگر اس سے اسلامی موضوعات میں دلچسپی رکھنے والے بھائیوں اور بہنوں کی حوصلہ افزائی مقصود ہے۔ صحیح جواب ارسال کرنے کی آخری تاریخ ۱۵ جون ۱۹۹۶ء ہے۔ واضح رہے کہ مذکورہ تاریخ کے بعد موصول ہونے والے جوابات کو مقابلے میں شامل نہیں کیا جا سکے گا۔ ادارے کا فیصلہ حتمی اور آخری ہوگا۔ اگر صحیح جوابات کی تعداد زیادہ ہوئی تو فیصلے کے لئے قرعہ اندازی کا سہارا لیا جائے گا۔ خداوند عالم سب لوگوں کو دین حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

انعامات: پہلا انعام، ایک کتاب، مبلغ سَو روپے نقد۔ دوسرا انعام، ایک کتاب، مبلغ پچھتر روپے نقد۔ تیسرا انعام، ایک کتاب، مبلغ پچاس روپے نقد

کیا آپ جانتے ہیں؟

۱۔ مندرجہ ذیل آیت قرآن مجید کے اوّل دس سوروں میں کون سی آیت ہے اور اس کا مطلب کیا ہے؟

أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ

۲۔ مندرجہ بالا آیت میں مذکورہ انعام کن اعمال کا نتیجہ ہے؟

۳۔ سفر حجۃ الوداع کسے کہتے ہیں؟ یہ کب واقع ہوا؟

۴۔ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا اسم شریف لکھئے۔

۵۔ امام خمینیؒ کے فتاویٰ کی روشنی میں لکھئے کہ خمس کتنی چیزوں پر واجب ہے؟

۶۔ اگر کسی اسلامی ملک پر مخالفین تسلط حاصل کرنے کا نقشہ تیار کر رہے ہوں تو عام مسلمانوں کے لئے کیا حکم ہے؟۔ امام خمینیؒ کے فتاویٰ کی روشنی میں لکھئے۔

۷۔ وصیت امام خمینی رضوان اللہ تعالیٰ کے مندرجہ ذیل اقتباس میں خالی جگہ پُر کیجئے۔

"جو چیزیں شریعت کی نظر میں .... اسلامی ملک و ملت کے .... کے خلاف اور جمہوری اسلامی کی .... کے .... ہیں، اگر .... کے ساتھ اس کی روک تھام نہ کی جائے تو ہم سب .... ہیں۔"

۸۔ دستور زبان فارسی کی رو سے "ندا" کی پہچان کیا ہے؟

۹۔ شہر تبریز ایران کے کس صوبے میں واقع ہے؟ اس کا حدود اربع کیا ہے؟

۱۰۔ کس نے کہا؟

(الف) صدام سی۔ آئی۔ اے۔ کا ایجنٹ ہے۔

(ب) اگر اسرائیل کو اسی طرح احترام و اہمیت دی گئی تو مظلوم فلسطینی عوام مورد آزار و شکنجہ قرار پاتے رہیں گے۔

(ج) حق بغیر کوشش کے حاصل نہیں ہو سکتا۔

(د) فلسطین اس وقت اپنی تاریخ کے انتہائی اہم اور تلخ مراحل سے گزر رہا ہے۔

○ امیر المومنین حضرت علیؑ

○ ڈاکٹر علی اکبر ولایتی

○ حجۃ الاسلام ہاشمی رفسنجانی

○ انٹرنیشنل کیبل نیوز

۱۱۔ سوویت روس کی اشتراکی حکومت کا قیام اور خاتمہ کب ہوا؟

۱۲۔ پچھلے دنوں نئی دہلی میں ایرانی ثقافتی ہند کا افتتاح کس نے کیا؟

۱۳۔ ساہتیہ اکادمی نئی دہلی نے امسال اسلم پرو... کس کتاب پر انعام دیا ہے۔ یہ کتاب کس م... پر لکھی گئی ہے؟

۱۴۔ ہندوستانی دستوں میں مندرجہ ذیل کن الفا... مخفف ہیں؟

(باقی صفحہ ۳۶ پر)

شمارہ ۹۸ — ماہنامہ راہ اسلام

صحت جوابات

ماہنامہ راہ اسلام

کے شمارہ ۹۵ میں پوچھے گئے سوالات کا جواب حاضرِ خدمت ہے
انعامی مقابلے میں شرکت کرنے والوں سے التماس ہے کہ سوالوں کا جواب مختصر لکھا کریں۔

(ادارہ)

ماہنامہ "راہ اسلام" شمارہ ۹۵ کے انعامی مقابلہ میں بہت سے برادران و خواہرانِ اسلام نے شرکت فرمائی۔ مندرجہ ذیل حضرات انعام کے مستحق قرار پائے گئے۔

اوّل:- سید عارف عباس رضوی
علی نگر چین پور۔ سیوان (بہار)

دوّم:- سید کلبِ عباس
الف کمپونڈ۔ وارانسی

سوّم:- اخلاق احمد
نرگس پارک۔ رشید مارکیٹ۔ دہلی

چہارم:- ماہ جبین
نئی نور باڑی، سعادت گنج۔ لکھنؤ

پنجم:- نور فاطمہ
پنت نگر۔ ضلع نینی تال۔

۱	ب	۱۲	ج
۲	ب	۱۳	ب
۳	الف	۱۴	ج
۴	ج	۱۵	الف
۵	الف	۱۶	ب
۶	ب	۱۷	ج
۷	ج	۱۸	الف
۸	د	۱۹	ج
۹	الف	۲۰	د
۱۰	د	۲۱	ج
۱۱	ج	۲۲	الف

بقیہ: ایران و جہان اسلام

مشرق وسطی میں اپنے قدم جما رکھے ہیں، چنانچہ سعودیوں کو ذرا بھی جرأت ہوتی ہے تو امریکہ بخار سے تپنے لگتا ہے اور سعودی کسی طرح بھی اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ عربوں میں جمہوریت پسندی کو فروغ حاصل ہو۔ اور امریکہ کو بھی ان کی پسند سے اختلاف نہیں، سعودی عرب چاہتا ہے کہ عرب دنیا میں سیاسی تحریکوں کے دروازے بند کردیئے جائیں، چنانچہ امریکہ نے بھی ان کے خیال کی تصدیق و تائید کردی اور اسے عملی جامہ بھی پہنا دیا۔

بقیہ: حضرت امام رضاؑ

خراسان میں حضرت رضاؑ کی علمی مجالس

امام رضا علیہ السلام کے مرو میں قیام کے دوران مامون کے حکم سے علمی و دینی مجالس منعقد کی جاتی تھیں اور آنحضرتؑ کو اس میں دعوت دی جاتی تھی کہ آپ دیگر ادیان و مذاہب کے علماء اور دانشوروں سے مباحثہ و مناظرہ کریں۔ حضرت رضا علیہ السلام کی فلاسفہ، زنادقہ اور اسی طرح یہود و نصاریٰ و زردشت کے رہبروں سے مختلف موضوعات پر جو بحثیں ہوئیں ہیں ان کا مختلف کتب میں تشریح کے ساتھ ذکر موجود ہے۔ ان مجالس میں مسلم متکلمین سے موضوعِ امامت پر جو مذاکرات و مباحثات آنحضرتؑ کے ساتھ انجام پائے ہیں وہ کتاب مسند امام الرضا میں بعنوان "کتاب الاحتجاجات" نقل کئے جا چکے ہیں۔

یہودیوں اور عیسائیوں سے مناظروں میں امام رضاؑ نے بہت سے نکات و دقائق کو روشن کر کے مناظرہ کا راستہ صاف کر دیا اور تمام شکوک و شبہات کے جوابات دیے ہیں۔ حضرت رضاؑ کی نحو اور محدثین اہلسنت اور خود مامون سے موضوع امامت پر بحث انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ حضرت رضاؑ نے آیات و مستند روایات سے حقائق واضح کر کے فضیلت و حقانیت اہلبیتؑ میں روشن ثبوت فراہم کئے ہیں۔

بقیہ: اہم خبریں

کے درمیان سازشی رشتہ قائم تھا اور مشترکہ طور پر دونوں کے درمیان خبروں کا مبادلہ ہو رہا تھا۔ اور اگر کہیں عراق کا کویت پر حملہ اچانک نہ ہوتا تو امریکہ اور عراق کے درمیان جاسوسی کا سلسلہ برقرار رہتا اور سی۔ آئی۔ اے کو اس بات سے دلچسپی تھی کہ یہ سلسلہ برقرار رہے۔ چنانچہ امریکہ کی نیشنل سیکورٹی کونسل کے سامنے جو رپورٹ پیش کی گئی ہے اس میں مذکورہ کونسل نے اعتراف کیا ہے کہ ایران سے متعلقہ فوجی اطلاعات صدام حسین کو فراہم کی جاتی تھیں اور یہ باہمی تعاون بھی اس امر کی دلیل ہے کہ جاسوسی کے سلسلے میں سی آئی اے کا یہ مقصد و منشا تھا کہ وہ عراق کے ساتھ اپنی ساز باز جاری و برقرار رکھے۔

بقیہ: انسان اور فطرت

ضرور ہے کہ دوسرے جذبات کی طرح اس میں بھی کمی اور زیادتی کارفرما ہوتی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جذبات و رجحانات کے شدت و ضعف کا تعلق اس کی پرورش کرنے اور پرورش نہ کرنے سے بھی رکھتا ہے چنانچہ اسٹارمیل (STARMELL) نے کیا خوب کہا ہے کہ "بدحال عقل مند خوش حال بے وقوف سے بہتر ہے" وہ کہتا ہے کہ اگر مجھ سے کہا جائے کہ علم کے ہمراہ محتاج، فقیر، غریب اور مسکین ہونا پسند کرو گے یا بغیر علم کے خوش حال اور دولت مند ہونا پسند کرو گے تو میں علم کے ساتھ فقر کو ترجیح دوں گا۔ مختصر یہ کہ ان تمام باتوں سے انسان کی نظر علم و جانکاری کی قدر و قیمت کا پتہ چلتا ہے۔ (باقی آئندہ)

بقیہ: سرزمین ایران

نہایت شاندار و پر شکوہ رہا ہے۔ چنانچہ یہاں ایسے بہت سے تاریخی مقامات موجود ہیں جن کا تعلق عہد ماقبل اسلام سے ہے۔ اور اسلامی عہد کی بھی بہت سی قابل ذکر عمارات موجود ہیں۔ ان میں سے جو زیادہ مشہور و معروف ہیں ان کی کیفیت ذیل میں درج ہے۔

جامع مسجد یزد

ساخت و صناعی کے اعتبار سے اس مسجد کو فن معماری میں شاہکار تسلیم کیا گیا ہے۔ اس کی تعمیر آٹھویں صدی کے نصف اول میں وقوع پذیر ہوئی۔ اس کے علاوہ مساجد دیر چخماق، ریگ، ملا اسماعیل، فرط، روضۂ دوازدہ امام اور روضۂ سید شمس الدین جیسی عمارات بھی اسی صدی کی عمارات ہیں۔

زندان اسکندر:

یہ عمارت اس عہد کی یاد تازہ کرتی ہے جب کہ اسکندر مقدونی نے ایران کو فتح کرنے کے بعد یہاں اپنی حکومت قائم کی تھی۔

باغ دولت آباد:

باغ خان، بازار خان اور خان کا حوض وہ شاندار عمارات ہیں جن کی تاریخ کافی قدیم ہے ان میں یہاں آتشکدہ یزداں بھی قابل ذکر ہے۔ یہ زرتشتیوں کی مقدس پرستش گاہ ہے اور یہاں مشعل نور سات سو سال سے مسلسل فروزاں روشن ہے۔

اسکندر اور خضر آباد کا ذکر قصبہ یزد کے ضمن میں کیا جا چکا ہے۔ یہ مقامات بھی اپنی شاندار روایات اور پرشکوہ ماضی کی بنا پر بے مثال اور زندہ تاریخ ہیں۔

قصبہ اردگان:

اردگان یہ قصبہ اس شاہراہ پر ہے جو تہران کو بندرگاہ عباس سے متصل کرتی ہے۔ یہ صوبے کے

(باقی ص۳۶ پر)

امام خمینیؒ اور وحدت اسلامی

قسط سوم

از: عائشہ اقبال احمد - بمبئی

گزشتہ سے پیوستہ

وحدت ملت اسلامیہ

شاعر مشرق علامہ اقبال نے ایک بار اپنے ایک مضمون میں لکھا تھا:

"نبوت محمدیہ کی غایت یہی ہے کہ نوع انسان کی اقوام کو باوجود شعوب و قبائل اور الوان والسنہ کے اختلافات کو تسلیم کر لینے کے، ان کو ان تمام آلودگیوں سے منزہ کیا جائے جو زمان و مکان، وطن، نسل و نسب، قوم و ملک وغیرہ کے ناموں سے موسوم کی جاتی ہیں۔ اور اس طرح اس پیکر خاکی کو وہ ملکوتی تخیل عطا کیا جائے جو اپنے وقت کے ہر لحظے میں ابدیت سے ہمکنار رہتا ہے یہ ہے مقام محمدی، یہ ہے نصب العین ملت اسلامیہ"

(نقوش لاہور اقبال نمبر)

اقبال کے نزدیک نہ صرف اسلامی ممالک بلکہ ساری دنیا کی فلاح اس بات میں مضمر تھی کہ مغرب کے تصور وطنیت و قومیت اور لادینی نظام سیاست کو ترک کر کے ایک ایسی ہیئت اجتماعیہ کو اپنایا جائے جو ہر قسم کے امتیازات سے بالا ہو کر فلاح و انسانیت کی ضامن ہے۔ اور جس کو نام عرف عام میں ملت اسلامیہ ہے۔

میں جب کبھی افکار اقبال کا مطالعہ کرتی تو سوچتی تھی کہ اقبال کے نزدیک ملت اسلامیہ سے کیا مراد ہو سکتی ہے، میرے اس سوال کا جواب کتاب حکیم میں جہاں جہاں بار بار اس بات کی تلقین کی گئی ہے کہ انسان کا مقصود حیات یہی ہے کہ وہ زندگی کے مختلف تضاد کو رفع دفع کرتے ہوئے مسلسل اس وحدت کی طرف قدم بڑھائے جو مصدر حیات و کائنات ہے۔ تمام ہستی اپنی کثرتِ تنوع کے باوجود ایک وحدت سے سرزد ہوئی ہے جو کثرتِ موجودات اور ظاہری تنوع کی شیرازہ بندی ہے۔ کائنات کی اسی شیرازہ بندی کرنے والوں کو اقبال نے ملت اسلامیہ کا جز کہا ہے۔

عام انسانوں پر اور بالخصوص ملت اسلامیہ پر رحمۃ للعالمین حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بڑا کرم یہ کیا کہ ملکوں، قوموں اور قبائل میں بٹی ہوئی انسانیت کو "وحدت آدمیت" کا سبق دیا۔ رنگ و نسل اور مختلف گروہوں میں بٹی ہوئی انسانیت کو اخوت کو ایسا پیغام دیا کہ جس کو اپنا لینے کے بعد دنیا امن و چین اور ہمدردی کا گہوارہ بن جاتی ہے۔ اس ترقی یافتہ دور میں گو اقوام متحدہ بزعم خود قوموں کے اتحاد کی نشان دہی کرتا ہے لیکن وحدتِ انسانی کا نظریہ رحمت محمدیؐ کا وہ عطیہ ہے جس سے پوری نسل انسانی جسد واحد میں بدل جاتی ہے۔

اسلامی تعلیمات انسان پر یوں اثر انداز ہوتی ہیں کہ وہ ایک تنہا فرد نہیں رہ جاتا، بلکہ ایک اجتماعی ہیئت کا حصہ بن جاتا ہے اور اسی اجتماع میں زندگی بسر کرتا ہے۔ اسلام ہی اس کے رجحانات، صفات اور افراد کے ایک دوسرے کے ساتھ باہمی تعلقات کی حد بندی کرتا ہے اور ایسے قوانین صادر کرتا ہے جس میں فرد کی مصلحت اور جماعت کی مصلحت پورے اعتدال و توازن کے ساتھ جمع ہو جاتی ہیں۔ — اور جب ایسا ایک معاشرہ وجود میں آ جاتا ہے تو وہ ملت اسلامیہ کہلانے کا حقدار ہو جاتا ہے۔

جس وقت امام خمینیؒ نے عالم اسلام پر پہلی ناقدانہ نگاہ ڈالی تو انھوں نے محسوس کیا کہ ملت اسلامیہ کا "جسد واحد" غاصبانہ قوتوں کی یلغار میں اپنے مختلف اعضاء کو مربوط و منظم صورت میں باقی نہیں رکھ سکا ہے۔ عربی عضو امریکہ کا حلیف تھا تو عراقی و مصری اعضاء اسرائیلی ایجنٹ بن بیٹھے تھے۔ یمنی عضو اشتراکیت کے شکار تھے تو الجزائری و افغانی اعضاء اپنی بقاء کی جدوجہد میں مصروف تھے۔ اس صورت حال میں ایک ایسی سیاسی ہیئت اجتماعیہ کا وجود کیونکر عمل میں لایا جا سکتا تھا جو کہ زندگی کی وحدت کا سامنا کر سکے۔ یہ ایک بہت بڑا مسئلہ تھا جو امام خمینیؒ کے

سامنے اژدھے کی مانند منہ کھولے کھڑا تھا۔

سیاسی وحدت

اسلام میں خلافتِ راشدہ کے بعد سے اب تک ایک بھی متحدہ اسلامی ریاست قائم نہیں ہو سکی ہے اور نہ اس کی کوئی امید ہی کی جا سکتی ہے۔ البتہ اتحاد اسلامی کا تخیل اس معنی میں ضرور عملی جامہ پہن سکتا ہے کہ تمام اقوام آزاد ہوں اور وہ اسلامی مسائل پر باہم ایک دوسرے سے تعاون کریں۔ یہ حکومتیں ظاہراً ایک قسم کی اسلامی قومی حکومتیں ہوں گی مگر ان قومی حکومتوں کے درمیان ایک قدر مشترک بیک وقت اساسی کردار نبھائے گی۔ اور وہ ہو گی "وحدتِ اسلامی"۔ چنانچہ امام عالی جناب خمینیؒ نے اسی خطِ عمل کو اپنایا۔ اسلامی انقلاب ایران کے بعد امام خمینیؒ کو دعوت اتحاد بین المسلمین کے ابلاغ کے لئے ایک مضبوط ترین سیاسی پلیٹ فارم مہیا ہو چکا تھا۔ جس طرح ہجرت کے بعد قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں نے مدینہ منورہ کو تمام اسلامی سرگرمیوں کا مرکز بنا لیا تھا، بعینہٖ اسی سنت پر عمل کرتے ہوئے امام خمینیؒ نے تہران کو دنیا بھر کے مظلوم و بے کس مسلمانوں کے لئے قبلۂ امید بنانے کی مہم تیز تر کر دی اور دنیا بھر کے اسلامی اقوام کو مغرب کی استعماریت کے خلاف تہرانی مرکز کی دعوت پر لبیک کہنے کی اپیل کی۔ وحدت ملت اسلامیہ کی جانب یہ امام خمینیؒ کا دوسرا بڑا قدم تھا۔

"تنہا قدس ہی مسلمانوں کا مسئلہ نہیں ہے۔ بلکہ منجملہ مسائل کے ایک یہ بھی ہے۔ کیا افغانستان کا مسئلہ مسلمانوں کا مسئلہ نہیں ہے؟ کیا ترکیہ مسلمانوں کے مشکلات میں شامل نہیں؟ کیا مصر کا مسئلہ مسلمانوں کے مسائل میں سے نہیں؟ کیا عراق کا مسئلہ مسلمانوں کا مسئلہ نہیں؟ ہمارا فریضہ یہ ہے کہ ہم ان بنیادی اسباب کو تلاش کریں جن کی وجہ سے یہ اسلامی ممالک مشکلات کا شکار ہیں۔ آخر یہ مشکلات کہاں سے پیدا ہوئیں؟ مسلمان ہر جگہ کیوں حکومتوں اور بڑی طاقتوں کے دباؤ میں ہیں؟"

(قدس کانفرنس میں شریک ہونے والوں سے امام خمینیؒ کا خطاب)

یہ پیشین گوئی تو سردارِ دوجہاں آقائے نامدار حضرت محمدؐ نے آج سے ۱۴۰۰ سال پیشتر ہی کر دی تھی کہ اس گھر کے پاسبان ہی جب بے حرمتی پر اتر آئیں گے تو رسی میں ڈھیل دی جائے گی اور انہیں اپنے نامہ اعمال پر مزید کالک پوتنے کا موقع دیا جائے گا البتہ امامتِ عالم کے منصب کے وہ اہل نہیں رہ جائیں گے۔

وحدتِ اسلامی اور عرب حکمراں

میں پہلے بھی بیان کر چکی ہوں کہ امام خمینیؒ کو عام مسلمانوں کی ذات پر مکمل بھروسہ تھا۔ انھیں اگر شکایت تھی تو کٹھ پتلی حکمرانوں سے جنھوں نے ملت اسلامیہ کے افراد پر قبضہ جما یا ہوا تھا۔ چنانچہ قدس کانفرنس میں شریک ہونے والوں سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے صاف صاف کہا تھا:

"اسلامی حکومتوں کو اسلام سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ اگر یہ کبھی اسلام کے بارے میں بات کریں تو صرف عوام کو دھوکہ دینا مقصود ہے۔ صدام اور رضا کے اسلام میں کوئی فرق نہیں سادات کا اسلام بھی ویسا ہی ہے۔ یہ اسلام امریکہ سے یا روس سے لایا گیا ہے لیکن جب تک ہم حقیقی اسلام کی طرف رجوع نہیں کریں گے، ہمارے مسائل اپنی جگہ باقی رہیں گے۔ اس لئے عوام کا فریضہ ہے کہ پہلے اسلام کی طرف رجوع کریں۔ اب اگر حکومتیں بھی اسلام کی طرف پلٹ آتی ہیں تو کیا کہنا اور اگر نہیں پلٹتیں تو عوام کو ان سے الگ ہو جانا چاہیئے۔"

ممالک عربیہ کی بے حسی اور بے راہ روی آج کسی صاحب نظر سے پوشیدہ نہیں۔ اللہ کے مقدس نبیؐ کا قبلۂ اول (مسجد اقصیٰ) آماجگاہ تاخت و تاراج ہو تا رہا لیکن نہ کوئی غیبی مدد آئی نہ ہی ابابیل کی کوئی فوج اتری۔ مقدس خانۂ کعبہ کی بے حرمتی ہوئی لیکن حاکم عرب کے کانوں پر جوں تک بھی نہیں رینگی اور نہ ان کی آنکھیں کھلیں۔ در اصل یہ پیشین گوئی تو سردار دوجہاں آقائے نامدار حضرت محمدؐ نے آج سے ۱۴۰۰ سال پیشتر ہی کر دی تھی کہ اس گھر کے پاسبان ہی جب بے حرمتی پر اتر آئیں گے تو رسی میں ڈھیل دی جائے گی اور انھیں اپنے نامۂ اعمال پر مزید کالک پوتنے کا موقع دیا جائے گا البتہ امامت عالم کے منصب کے وہ اہل نہیں رہ جائیں گے۔

"حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ وہ شخص (کعبہ کی بے حرمتی کرنے والا) رُکن (حجر اسود) اور مقام (مقام ابراہیم) کے درمیان بیعت لے گا اور اس گھر (کعبہ) کی بے حرمتی اس کے گھر والوں کے سوا کوئی نہیں کر سکے گا۔ پھر جب اس کی بے حرمتی ہو جائے تو یہ مت پوچھنا اب عرب کب ہلاک ہوں گے۔"

(ازرقی، بیہقی، حاکم)

ایک اور حدیث مبارک میں ارشاد ہے:

"حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ سے جو سچوں کے سچّے تھے سنا کہ آپ نے فرمایا — میری امت قریش کے سر پھرے نوجوانوں کے ہاتھوں ہلاک ہو گی۔"

ذلّت کے اس دور کو ہم تو عذابِ خداوندی سے تعبیر کرتے ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ جب خدا کا عذاب نازل ہوتا ہے تو قومیں صفحۂ ہستی سے مٹا دی جاتی ہیں۔ یہ حالات تو خدائی عذاب کا ہراول دستہ ہیں۔ آنحضرت محمدؐ کے پردہ فرمانے کے بعد اُمّتِ محمدی کو دنیا کے بگاڑ کو دور کرنے کا کام انجام دینا تھا لیکن کیا موجودہ حالت زار میں یہ اُمّت اس کام کے اہل رہ گئی؟

تو پھر قانونِ الٰہی کے نفاذ کا کام کون سنبھالے؟

تمام کڑیوں کو یکجا کیا جائے تو ایک ہی بات سمجھ میں آتی ہے۔ وہ یہ کہ امامتِ عالم کے مستحق قوم کی صورت میں عربوں کے دن ختم ہوئے۔ اب ایک نئی قوم کو یہ زمام اپنے ہاتھوں میں سنبھالنی ہے کیونکہ باریٔ تعالیٰ کا ارشادِ وعید ہے۔

"سو تم میں سے بعض وہ ہیں جو بخل کرتے ہیں، حالانکہ تم کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے بلایا جاتا ہے۔ اور جو کوئی بخل کرتا ہے اپنے نفس سے بخل کرتا ہے۔ اور اللہ کسی کا محتاج نہیں۔ بلکہ تم سب اس کے محتاج ہو۔ اور اگر تم پیٹھ پھیر دو گے تو اللہ تمہاری جگہ دوسری قوم لے آئے گا۔ پھر وہ تم جیسے نہ ہوں گے۔"

(سورۂ محمدؐ۔ آیت ۳۸)

بے شک اللہ کا وعدہ برحق ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ تعجب تو عربوں کے تجاہل پر ہے جو ان کھلی کھلی بشارت کو سمجھنے سے عاجز ہو چکے ہیں۔ وہ زمانہ دور نہیں جب امانت کا بار عربوں سے چھین لیا جائے گا۔

تو پھر وہ کون سی قوم ہے جو عربوں کی جگہ نیابتِ رسولؐ کا کام انجام دے سکے؟ ایک بار پھر حدیث نبی کریمؐ رہنمائی فرماتی ہے:

"حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے سورہ محمدؐ کی مندرجہ بالا آیت تلاوت فرمائیں تو صحابہ نے عرض کیا آخر وہ کون لوگ ہوں گے جو اس وقت ہماری جگہ لینے آئیں گے۔ تب حضورؐ نے حضرت سلمان فارسی کے کندھوں

"تم میں سے بعض وہ ہیں جو بخل کرتے ہیں۔ حالانکہ تم کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے بلایا جاتا ہے۔ اور جو کوئی بخل کرتا ہے وہ اپنے نفس سے بخل کرتا ہے۔ اور اللہ کسی کا محتاج نہیں۔ بلکہ تم سب اس کے محتاج ہو۔ اور اگر تم پیٹھ پھیر دو گے تو اللہ تمہاری جگہ دوسری قوم لے آئے گا۔ پھر وہ تم جیسے نہ ہوں گے۔"

پر تھپکی دیتے ہوئے فرمایا: یہ ہے وہ اور اس کی قوم ہے وہ۔ اور قسم ہے اس خدا کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر ایمان ثریا پر چلا جائے گا تو فارس کے یہ لوگ وہاں تک اسے ڈھونڈتے ہوئے چلے جائیں گے۔"

(ترمذی، بیہقی، ابن جریر، طبرانی)

نیابت رسولؐ کا بارِ عظیم اٹھانے کے لئے تبدیلیٔ قوم کی جو وعید حق شانہ' اور اس کے محبوب حضرت محمدؐ نے فرمائی تھی' امام خمینیؒ اس سلسلہ کی پہلی کڑی ثابت ہوئے ہیں۔ اور عرب حکمراں خدا کے ذریعہ دی گئی مہلت میں سنبھلنے کی بجائے اپنے چہروں پر مزید کالک لگانے میں مصروف ہیں۔ چنانچہ امام خمینیؒ کی ہر دعوت اتحاد کو تمسخر اور استہزاء کے ساتھ نظر انداز کر دینا ان کا شیوہ بن چکا ہے۔

دورِ حاضر میں سب سے باجبروت عسکری طاقت امریکہ ہے۔ لیکن اسے بھی نہایت بے خوفی کے ساتھ امام خمینیؒ نے علی الاعلان شیطانِ اکبر کے لقب سے نوازا تھا۔ وہ بار بار مسلمانوں کو اس شیطانِ اکبر سے بچنے اور ڈٹ کر اس کا مقابلہ کرنے کی عملی تلقین کرتے رہے۔ لیکن عرب کی نام نہاد اسلامی حکومتیں اپنے گلوں میں امریکہ اور اس کے ایجنٹوں کی استعماری طاقتوں کا طوقِ غلامی پہنے عیش کوشی میں مصروف رہیں۔ حتیٰ کہ خدا کا یہ نیک بندہ دل کی عمیق گہرائیوں سے چیخ اٹھا:

"جاگو اور خدا کے لئے اٹھو۔ اللہ کے لئے جمود و سکوت نہ کرو؛ خدا کے لئے آپس میں جھگڑا مت کرو۔ کوئی شخص تم میں سے یہ قبول نہ کرے کہ خارجی سازش اسی کے خلاف کی گئی ہے۔ سازش اللہ سے جنگ ہے۔ سازش کرنے والے اشخاص کو اہمیت نہیں دیتے۔ سازش تو در اصل اسلام کے خلاف ہے۔ سب سے اہم اسلام ہے اور امریکہ اسلام کے خلاف ہے۔"

(عالمی یومِ قدس کے موقع پر امام خمینیؒ کا پیام۔ ۱۶ر جولائی ۱۹۸۱)

(باقی آئندہ)

اہم خبریں

خانۂ فرہنگ میں مقابلۂ قرأت قرآن کریم

نئی دہلی۔ ۲۲ مارچ (گزارش: ع۔ ح۔ ج)

آج یہاں خانہ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران میں قرأت قرآن کریم کا مقابلہ منعقد کیا گیا۔ اس میں ہندستان ایران اور افغانستان کے تقریباً ۲۰ قاریوں نے شرکت کی۔ ایرانی قاریوں کو مقابلے سے مستثنیٰ رکھا گیا۔ اوّل انعام افغانستان کو دیا گیا۔ محترم رایزن فرہنگی جمہوری اسلامی ایران جناب محمد باقر کریمیان نے انعامات تقسیم کئے۔ یہ مقابلہ شب قدر، امام خمینیؒ کی وطن واپسی اور یوم تاسیس جمہوری اسلامی ایران کی مناسبت سے منعقد کیا گیا۔

نماز مغرب اور افطار کے بعد مقابلہ قرآت قرآن کا آغاز ہوا۔ نظامت کے فرائض ایرانی قاری جناب محمد رضا پور زرگری نے انجام دے۔ اس مقابلے میں ۱۵ ہندستانی ۲ افغانی اور تین ایرانی قرہ حضرات شامل تھے۔ مگر چونکہ ایران کلچر ہاؤس میں مقابلہ کیا گیا تھا اور ایرانی قاری حضرات اعلیٰ سطح کے بین الاقوامی مقابلوں میں پہلے ہی انعامات حاصل کر چکے تھے لہٰذا اس مقابلے میں انہوں نے شرکت تو کی مگر مقابلہ وانعامات سے اُن کو مستثنیٰ قرار دیا گیا۔

اس مقابلے میں اوّل انعام کے مستحق جناب عبید اللہ افغانی قرار پائے۔ دوسرا انعام گلشن گنج دہلی کے قاری جناب مقصود احمد صاحب کو حاصل ہوا اور تیسرا انعام بارہ دری شیر افگن کے قاری جناب محمد ساجد صاحب کو ملا۔ ان کے علاوہ ۷ دیگر حضرات کو بھی انعامات سے نوازہ گیا۔

ماہ رمضان المبارک میں شب قدر کی اہمیت کے پیش نظر قرأت قرآن کے مقابلے کا انعقاد کیا گیا۔ شمسی کلنڈر کے لحاظ سے یہ وہی تاریخ تھی جب امام خمینیؒ نے پیرس سے ایران واپس آکر اسلامی جمہوریہ ایران کی تاسیس وتشکیل کی۔ سیکڑوں شائقین اس جلسے میں تشریف فرما تھے جو مختلف طرز کی قرأت قرآن کریم سے محظوظ ہو کر اپنے دلوں کو نور ایمان سے منور کرتے رہے

محترم رایزن فرہنگی جناب محمد باقر کریمیان قاری عبید اللہ افغانی کو مقابلۂ قرأت کا اوّل انعام دیتے ہوئے۔

ایران میں عالمی یوم قدس کے مراسم

تہران (۲۰ر مارچ) آج عالمی یوم قدس کی مناسبت
یہاں لاکھوں مسلمانوں نے ایک ریلی منعقد کی۔ اس
یمائی میں رہبر معظم انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ
نہ ای نے قیادت فرمائی۔ مظاہرین نے تہران
رسٹی پہنچ کر نماز جمعہ ادا کی۔ نماز سے قبل جلوس جلسے
تبدیل ہوگیا۔ اور یوم قدس کی مناسبت سے سیاسی
ت پر مشتمل ایک قرارداد بھی منظور کی گئی۔ نماز
ں امامت کے فرائض حضرت آیت اللہ خامنہ ای
دا کئے۔

آج لاکھوں مسلمان راہ پیمائی کرتے ہوئے تہران
رسٹی کی جانب روانہ ہوئے۔ وہ امریکہ اور
ت گرد اسرائیل کی مذمت میں فلک شگاف
رے بلند کر رہے تھے۔ آیت اللہ خامنہ ای نے
راہ پیمائی میں شامل ہو کر مظاہرین کی قیادت
ی۔

اس موقع پر جو تجاویز منظور کی گئیں ان کو پڑھ کر سنایا گیا اور حاضرین نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کر کے اس کی تائید کی۔ قرارداد میں کہا گیا ہے کہ "ہم پوری مستعدی کے ساتھ اعلان کرتے ہیں کہ ایرانی قوم امریکہ واسرائیل کو اپنا نمبر ایک دشمن سمجھتی رہے گی اور ہم بیت المقدس کی بازیابی تک مظلوم فرزندان فلسطین کی حمایت کرتے رہیں گے"

ریلی نے آیت اللہ خامنہ ای کی قیادت میں اپنے فلسطینی بھائیوں کے ہمراہ آزادی قدس کے لئے جہاد میں شریک ہونے کا اعلان کیا۔ قرارداد میں لبنانی حزب اللہ رہبر سید عباس موسوی اور ان کے اہل خانہ کے وحشی قاتلوں کی مذمت کی گئی۔ اسی کے ساتھ اقوام عالم سے اپیل کی گئی کہ اس سید زادہ کے قتل کا قصاص لینے کے لئے ہمارے ساتھ تعاون کریں۔ اس موقع پر برما کے میانمار مسلمانوں کی مدد کرنے کی طرف بھی دنیا بھر کے مسلمانوں کو ملتفت کیا گیا۔

واضح رہے کہ رہبر انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ خامنہ ای نے اقوام عالم سے خواہش کی تھی کہ امسال عالمی یوم قدس ۲۷ر مارچ کو منائیں کیونکہ بعض ممالک میں یہی تاریخ جمعۃ الوداع تھی۔ یوم قدس کی عالمی حیثیت کو برقرار رکھنے کے لئے یہ تبدیلی کی گئی۔ ارنا کی اطلاع کے مطابق عالمی یوم قدس کے دن اسرائیلیوں کے لبنان پر حملوں میں شدت آگئی اور لبنانی برادران نے میدان جنگ میں عالمی یوم قدس کے فرائض انجام دئے۔

لکھنؤ میں یوم قدس

سراج الحسن کی گزارش کے مطابق جمعۃ الوداع کو آل انڈیا حسینی فنڈ کی جانب سے یوم قدس منعقد کیا گیا۔ نمازِ جمعۃ الوداع کے بعد اسرائیل کے صدر شمیر کا پتلا جلایا گیا علی ظہیر سمینار ہال میں ایک جلسہ منعقد ہوا اس کا آغاز تلاوتِ کلام پاک سے کیا گیا۔ مولانا مرزا محمد اطہر صاحب، مولانا حسین عابدی، مولانا طفیل عباس صاحبان نے "قدس کی عظمت واہمیت اور اس کی آزادی کے لئے مسلمانوں کی ذمہ داری پر روشنی ڈالی۔ جلسے میں حکومت امریکہ واسرائیل کی اسلام دشمن سازشانہ روش پر احتجاج کیا گیا۔ تنظیم کے جنرل سکریٹری سید حسن مہدی نے تمام شرکاء جلسہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اعلان کیا کہ ہم آیت اللہ خامنہ ای کی رہبری میں بازیابی قدس کی جدوجہد کو جاری رکھیں گے۔

جلال پور میں یوم قدس

جلال پور- ۲۸ر رمضان المبارک- کرار حسین کی
رش کے مطابق یوم قدس کی مناسبت سے آج یہاں
ہ حسینی عثمان پور میں انجمن سبیل الزائرین رجسٹرڈ جلالپور
آباد کے زیر اہتمام ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں اولاً
ذاکرام نے نظم خوانی کی بعدہٗ علماء کرام و واعظین عظام
یوم قدس کی اہمیت پر روشنی ڈالی جلسہ کے بعد جلوس
ہوا اور امریکہ واسرائیل کے خلاف نعرے لگاتے ہوئے
دپر پہنچا وہاں پر بھی تقریریں ہوئیں پھر یہ جلوس روضۂ حضرت قاسمؑ بازار جلال پور پہنچا وہاں پر تمام مظاہرین نے نماز جمعہ میں شرکت فرمائی۔ بعد نماز جمعہ پھر ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں جناب مولانا مہدی حسن صاحب واعظ جناب معصوم رضا صاحب رضوی متعلم واعظین لکھنؤ حجۃ الاسلام حسن عباس صاحب متعلم قم ایران اور مولانا علی رضا صاحب امام جمعہ وجماعت جلالپور نے تقریریں کیں۔ مومنین برابر پُرزور آواز میں "اسرائیل مردہ باد" امریکہ مردہ باد" بیت المقدس آزاد کرو نعرے لگا رہے تھے۔

عالمی یوم قدس کے موقع پر مظاہرہ

نئی دہلی، ۲۷ مارچ عالمی یوم قدس کی مناسبت سے۔ آج یہاں ہزاروں مسلمانوں نے راہ پیمائی کی۔ بوٹ کلب پر پہنچ کر یہ جلوس جلسے میں تبدیل ہوگیا۔ کئی مقررین نے جلسے کو خطاب کیا۔ قدس کمیٹی کے نمائندہ وفد نے امریکی سفیر کو میمورنڈم دیا۔

آج نماز جمعہ کے بعد مظفر نگر، میرٹھ، مرادآباد، اور بجنور اضلاع کے ہزاروں مسلمان فیروز شاہ کوٹلہ میدان میں مجتمع ہو گئے۔ نماز جمعہ سے فارغ ہو کر دہلی کی بعض مساجد سے بھی سیکڑوں مسلمان اس مظاہرے میں شرکت کی غرض سے مذکورہ میدان میں پہنچ گئے اس مظاہرے کا اہتمام قدس کمیٹی نے کیا تھا۔

فیروز شاہ کوٹلہ میدان سے ۳ بجے یہ جلوس بہادر شاہ ظفر مارگ پر راہ پیمائی کرتا ہوا، آگے بڑھا۔ جلوس کی آخری صفوں میں خواتین تھیں۔ مظاہرین امریکہ و اسرائیل کے خلاف نعرے بلند کر رہے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں جو تختیاں تھیں اُن پر اسرائیل و امریکہ مخالف نعرے لکھے ہوئے تھے۔ اکثر شرکاء کے ہاتھوں میں امام خمینیؒ، آیت اللہ خامنہ ای اور صدر جمہوری اسلامی ایران جناب ہاشمی رفسنجانی کی تصاویر تھیں۔ وہ ان رہنماؤں کے لئے زندہ باد کے نعرے لگا رہے تھے۔

پریس ایریا سے گزرنے کے بعد یہ جلوس انڈیا گیٹ بوٹ کلب پہنچا اور ایک جلسے کی شکل میں تبدیل ہوگیا۔ اس جلسے کو کئی علماء و واعظین نے خطاب فرمایا۔ مقررین نے اپنے خطبوں میں امریکہ کی مسلمانانِ عالم کے خلاف سازشانہ حرکتوں کی مذمت کی اور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میمورنڈم

بیت المقدس وہ پاکیزہ جگہ ہے جس کا تعلق کسی ایک ملک و ملت سے نہیں بلکہ پوری امت اسلامیہ عالم سے ہے اور اسی حقیقت کو مد نظر رکھتے ہوئے (امام خمینی رہ) نے مسلمانان عالم اور ساری دنیا کو اس مسئلہ کی طرف متوجہ کرنے کیلئے رمضان المبارک کے آخری جمعہ کو عالمی یوم قدس کا اعلان کیا تھا جس کی وجہ سے ساری دنیا مسئلہ قدس کی طرف متوجہ ہوگئی۔

امت اسلامیہ عالم کی سونیا فرون اسلامی بیداری کو نگاہ میں رکھتے ہوئے مغربی سامراج نے اپنے ایجنٹوں کے ذریعہ بعض اسلامی علاقوں میں جمعۃ الوداع کو ہی یوم عید کا اعلان کرادیا جس کی وجہ سے امت اسلامیہ دو حصوں تقسیم ہوگئی۔ لہذا اسلامی مفاد و مصالح اور ساری دنیا کے مسلمانوں کے درمیان اتحاد و ہمبستگی کی حفاظت کو نگاہ میں رکھتے ہوئے اسلامی انقلاب کے موجودہ قائد آیت اللہ خامنہ ای نے یہ حکم صادر فرمایا کہ عالمی یوم قدس کو جمعۃ الوداع کے بجائے ایک ہفتہ قبل منایا جائے تاکہ ساری دنیا کے مسلمان ہم آواز ہو کر یہ اعلان کر سکیں کہ فلسطین اور بیت المقدس ہمارا ہے اور ہم اس کی نجات و آزادی کے لئے اپنے جان کی بازی لگا دیں گے۔

پس اس مظاہرہ میں شریک ہم سبھی مسلمان یہ اعلان کرتے ہیں کہ۔

۱۔ ہم انقلاب اسلامی ایران کے عظیم الشان قائد و بانی حضرت امام خمینی (رہ) کی یاد تازہ رکھتے ہوئے فلسطین کے سلسلے میں ان کی ہدایات و رہنمائی کی تعمیل کو اپنا فریضہ سمجھتے ہیں جو انھیں دل و جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں اور ان کی اس آواز پر اس وقت بھی لبیک کہتے ہیں۔

"ہمیں بیت المقدس کی آزادی کے لئے ایمان اور اسلامی طاقت پر منحصر سلسلوں اور ہتھیاروں کا استعمال کرنا چاہئے اور اس سیاسی بازیگری سے الگ رہنا چاہئے جس کا مقصد سازش اور بڑی طاقتوں کی خوشنودی حاصل کرنا ہے"

۲۔ ہم رہبر انقلاب اسلامی حضرت آیۃ اللہ اسید علی خامنہ ای کے حالیہ فرمان کو واجب العمل قرار دیتے ہیں جس میں انھوں نے مسلمانان عالم کے درمیان اتحاد اور بین الاقوامی اسلامی مصالح کے تحفظ کیلئے عالمی یوم قدس کو جمعۃ الوداع ہفتہ قبل منانے کا حکم صادر فرمایا ہے۔

۳۔ ہم سبھی مسلمان اسلامی سرزمین اور علاقوں پر صیہونیت کے غاصبانہ تسلط اور امریکہ و عالمی سامراج کی جانب سے اسرائیل کو دی جانے والی حمایت کی سخت مذمت کرتے ہیں اور تنظیم اقوام متحدہ، ناوابستہ تحریک اور دیگر بین الاقوامی تنظیموں سے بار بار یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اپنے اثر و رسوخ کا استعمال کرتے ہوئے فلسطینی عوام کو ان کے جائز حقوق واپس دلادیں۔

۴۔ ہم اس نام نہاد مشرق وسطیٰ مذاکرہ صلح کی سخت مذمت کرتے ہیں جس کا مقصد مسلمانوں کے حقوق کی مکمل پامالی اور صیہونی حکومت کو جائز اور قانونی ثابت کرنا ہے۔ اس بھرپور مذمت کے ساتھ ہی ساتھ مذاکرہ میں شریک اسلامی ملکوں سے ہمارا مطالبہ ہے کہ وہ جلد از

[illegible] کو مسلمانان عالم کے حوالے کردیا جائے۔ اس موقع پر مظلوم شہید سید عباس موسوی کے قاتلوں کو قرار واقعی سزا دئے جانے کا بھی مطالبہ کیا تھا۔ سبھی مقررین نے رہبر انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ خامنہ ای کی رہبری کو قبول کرتے ہوئے صہیونیت کے خلاف اپنی جد وجہد کو جاری رکھنے کے عزم کا اعادہ کیا۔

بعض مقررین نے نئی دہلی و اسرائیل کے درمیان سفارتی روابط کو ناپسندیدہ و مذموم عمل بتایا۔ اور کہا کہ بیت المقدس ہمارا ہے، فلسطین ہمارا ہے۔ یاسر عرفات کے باپ کی جاگیر نہیں ہے، جو انہوں نے اسرائیل و ہند تعلقات پر اپنی رضا و رغبت کا اظہار کیا ہے۔ مسلمانان ہند یاسر عرفات کو امریکی ایجنٹ تسلیم کرتے ہیں۔

اسی دوران نمائندہ وفد میمورنڈم دینے کیلئے امریکی سفارت خانے گیا۔ سفارتکار کو میمورنڈم دیتے ہوئے نمائندوں نے کہا کہ امریکہ کو چاہئے کہ دنیا بھر میں مسلمانوں کے خلاف معاندانہ وسازشانہ روش کو بند کردے، ورنہ عالم اسلام کی طرف سے اُسے عبرتناک جواب دیا جائے گا۔

جنہوں اس نام نہاد صلح کانفرنس سے علیحدگی اختیار کرتے ہوئے اپنے دامن کو شرمناک دھبے سے پاک کرو۔

۵۔ ہم فلسطین اور جنوبی لبنان کے عوام پر کی جانے والی مسلسل بمباری کی سخت مذمت کرتے ہیں جس کے دوران حجت الاسلام سید عباس موسوی اور ان کے افراد خاندان شہادت سے ہم آغوش ہوگئے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ ہم بین الاقوامی اداروں اور تنظیموں کو یہ وارننگ دیتے ہیں کہ وہ ان مظالم کے سلسلے میں اتنی لاپروائی اور بے توجہی کا مظاہرہ نہ کریں۔

۶۔ ہمارا عقیدہ و ایمان یہ ہے کہ ملت اسلامیہ فلسطین و لبنان کے جائز حقوق کی پامالی اور ان کے بہیمانہ قتل عام کے سلسلے میں بین الاقوامی اداروں کی بے توجہی کی وجہ سے اسرائیلی مظالم میں روز بروز اضافہ ہوتا رہا ہے لہٰذا صہیونی شکنجے سے نجات حاصل کرنے کیلئے غاصب صہیونی حکومت کی مکمل نابودی تک ہم لوگوں کو اپنا جہاد جاری رکھنا ہے۔

مرکزی کمیٹی ہندوستان

حوزہ علمیہ مظفر نگر میں یوم قدس

عالمی یوم قدس کی مناسبت سے ۲۷ مارچ (بروز جمعہ) کثیر تعداد میں مسلمان حوزۂ علمیہ مظفر نگر میں مجتمع ہوئے۔ نماز جمعہ سے قبل حجۃ الاسلام سید اسد رضا حسینی پرنسپل حوزہ علمیہ نے حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے بیت المقدس کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ موصوف نے ہند و اسرائیل تعلقات کو بھی مورد مذمت قرار دیا۔ صہیونی حکومت کی جارحانہ حرکات کا تذکرہ کرتے ہوئے موصوف نے سید عباس موسوی کو شہید کرنے والے دہشت گرد اسرائیلیوں کو سخت سزا دئے جانے کا مطالبہ کیا۔

مولانا سید اسد رضا کی تقریر کے دوران حاضرین

جلالپور میں مجلس ترحیم

جلال پور۔ (۱۱ر شعبان) تبیع ابن حسن کی گزارش کے مطابق آج یہاں بڑی امام بارگاہ میں حزب اللہ کے جنرل سکریٹری سید عباس موسوی کی تعزیت کے لئے ایک مجلس ترحیم منعقد کی گئی۔ ضلع فیض آباد کے کئی قصبوں کے مومنین کرام نے اس مجلس میں شرکت کی۔ اس مجلس کا اہتمام ادارہ تنظیم جعفری، جعفر آباد، جلالپور کی جانب سے کیا گیا۔ مولانا محمد سعید حیدری نے مجلس کو خطاب فرمایا۔

مقررین نے فرمایا کہ سید عباس موسوی کی شہادت نے دنیا والوں کی آنکھیں کھول دی ہیں۔ موصوف کی شہادت ان نام نہاد عالمی تنظیموں کی ذلت ورسوائی کا باعث ہوئی ہے، جو حقوق انسانی کے تحفظ کا ڈھونگ رچاتی ہیں۔

ایرانی انقلاب سے دورِ حاضر میں مسلم اتحاد اور یکجہتی کا آغاز

اورنگ آباد - ۱۹ر فروری - مسلکی و فقہیہ قیادت اور اتحاد بین المسلمین کو بنیاد بناتے ہوئے کل شام نہرو بھون میں منعقدہ اسلامی انقلاب ایران کی تیرہویں سالگرہ کا جشن مناتے ہوئے انڈو ایران فرینڈشپ اینڈ کلچرل سوسائٹی، انجمن خادم المعصومین اور یونین آف ایرانین اسلامک اسٹوڈنٹس ایسوسی ایشن شاخ اورنگ آباد نے عالمی مسلمانوں میں یکجہتی اور بھائی چارگی پر زور دیتے ہوئے ایرانی انقلاب کی برکات کو عام کرنے کی ضرورت پر زور دیا جشن سالگرہ کی تقاریب کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ حافظ قاری محمد اسمٰعیل صاحب نے کلام پاک کی آیات کے ذریعے سامعین کو محظوظ کیا۔ سید صادق رضوی جنرل سکریٹری انڈو ایران فرینڈشپ اینڈ کلچرل سوسائٹی نے انجمن کی تین سالہ کارکردگی کی روداد پیش کی۔ سید صادق احمد انصاری کی حمایت اور سید حمایت حسین کی تائید پر ڈائرکٹر کلچرل ہاؤس جمہوری اسلامی ایران ممبئی۔ رضا نور محمدان نے کرسی صدارت قبول کی۔ ابتداء میں مولانا سمیع اللہ ندوی نے مہمان مقررین کا تعارف کروایا اور اپنی تقریر میں اسلام کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑ لینے کی ترغیب دلائی۔ مولانا مجیب اللہ خطیب مسجد شاہ گنج نے اپنی تقریر کے ذریعے اسلامی انقلاب ایران کو خالص اسلامی اور اسے اپنانے پر زور دیتے ہوئے بتایا کہ تفرقہ میں ملت کا شیرازہ بکھرے گا جس سے دشمنانِ اسلام کا فائدہ ہوگا۔ اسی لئے انھوں نے اتحاد پر زور دیا۔ مہمان مقرر مجتہد العصر سید غلام حسین رضا آغا نے اپنی مدبرانہ تقریر کے ذریعے سامعین پر روحانی ماحول طاری کر دیا اور بتایا کہ اسلام توڑنے کے لیے نہیں بلکہ جوڑنے کے لئے آیا ہے اور ایرانی انقلاب نے اتحاد کی ایسی فضاء بیدار کر دی کہ جس کے اثر سے آج روس کی غیر اسلامی حکومت کا شیرازہ بکھر رہا ہے۔ موصوف نے متحد رہ کر خود کو بیدار امت ہونے کا ثبوت پیش کرنے پر زور دیا۔ لکھنؤ سے آئے ہوئے مہمان مقرر مولانا سید کلب صادق نائب صدر مسلم پرسنل لاء بورڈ نے مسلمانوں کو عقل و فراست استعمال کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے بتایا کہ قرآن کی تعلیمات نے مسلمان کو باشعور رہنے اور فہم و فراست سے کام لینے کی پیش کش کی ہے۔ اور بتایا کہ دورِ حاضر میں اس کی بین مثال ایرانی انقلاب اسلامی نے پیش کر دی ہے۔ انھوں نے عقل و فراست کی اہمیت، افادیت پر زور دیتے ہوئے بتایا کہ انسان اور حیوان میں تمیز کے اس واسطہ کو جب بھی مسلمانوں نے اپنایا وہ سرخرو ہوئے اور اس کے برخلاف جذبات سے منسوب ہونے پر انھیں لاچاری اور بیچارگی کا سامنا کرنا پڑا۔ انھوں نے دنیا کے مسلمانوں کو کافر طاقتوں کے اتحاد سے سبق حاصل کرنے اور اپنی صفوں کو نعرۂ تکبیر سے آراستہ کرنے پر زور دیا۔ حیدر آباد سے جلسہ میں شرکت کرنے والے مقرر مولانا سید غوث خاموشی صدر اسلامک اسٹڈی سرکل نے اپنی تقریر میں واضح کیا کہ ایرانی انقلاب نہ تو شیعہ ہے اور نہ ہی سنّی بلکہ یہ اسلامی انقلاب ہے جس کی برکتوں سے آج ایران میں سبھی مسلمانوں کو یکساں حقوق حاصل ہیں۔ انھوں نے کہا کہ چودہ سو سال کی تاریخ اسلام میں ایران کی سرزمین سے ایک ایسا جیالا اٹھا جس نے تدبر اور بردباری سے مسلمانوں میں ایک نئی روح پھونک دی اور اسی ایرانی انقلاب اسلامی کا پرچار ہر نوجوان پر لازم ہے۔ انھوں نے

اپنی تقریر میں اس جشن کو منعقد کرنے والے منتظمین کا شکریہ ڈائرکٹر ایران کلچرل ہاؤس رضا نور محمدان نے فارسی میں تقریر کی جس کا اردو ترجمہ

رضا نور محمدان نے فارسی میں تقریر کی جس کا اردو ترجمہ رضا آغا نے پیش کیا۔ اپنی صدارتی تقریر میں انھوں نے بین الاقوامی سطح پر اسلامی اتحاد پر زور دیا اور جمہوریت کے نام پر الجزائر کے مسلمانوں کے ساتھ روا رکھے گئے سلوک کی مذمت کی اور کہا کہ ایرانی انقلاب نے نوجوانوں میں نئی روح پھونک دی ہے۔ تقاریر کے دوران سامعین نے لاسنی لاشیعہ، اسلامیہ اسلامیہ کے نعروں کے ذریعے جلسہ گاہ میں اپنے جوش اور ولولہ کا اظہار کیا۔ جلسہ کی نظامت ڈاکٹر سید بیدار نے کی رات ۱ بجے اعجاز کاظمی کے شکریہ اور مدعوئین کی ضیافت کے ساتھ مولانا غوث خاموشی کی پُردرد دعا پر جلسہ کا اختتام عمل میں آیا۔ مہمانوں کے بے پناہ ہجوم کی وجہ سے نہرو بھون اپنی کم مائیگی کا ثبوت پیش کر رہا تھا۔

آذربائیجان میں فارسی زبان کی تدریس

آذربائیجان میں فارسی زبان کی تدریس کا دورِ اوّل تکمیل پذیر ہوا۔ تدریس کے دوران اس بات پر خاص توجہ دی گئی کہ طلباء کو آذربائیجان کے کویر (وہ خشک صحرا و بیابان جہاں ہزاروں سال قبل سمندر تھا) سے متعلق واقفیت بہم پہنچائی جائے۔

ریڈیو باکو کی اطلاع کے مطابق اس دورۂ تدریس میں پچیس طلبہ نے شرکت کی جس میں انہوں نے ثابت کر دیا کہ وہ نہ صرف فارسی زبان کے متون آسانی سے پڑھ سکتے ہیں بلکہ اس زبان میں روانی سے گفتگو بھی کر سکتے ہیں۔

ایران کی جانب سے تین سوڈانی شہریوں کی رہائی کا اعلان

تہران ۹ر مارچ ۱۹۹۶ء وہ تین سوڈانی کاریگر جو ایران پر مسلط کردہ جنگ کے دوران جانبازان اسلام کی حراست میں آگئے تھے انھیں جمہوری اسلامی ایران نے دوستانہ اقدام کے تحت رہا کر دیا ہے۔

ان کاریگروں کو جو دس سال قبل جانبازان اسلام کی حراست میں آئے تھے وزارت خارجہ ایران کے نمایندگان نے ایک تقریب کے دوران تہران میں مقیم سفیر سوڈان کی تحویل میں دے دیا ہے۔

عبدالرحیم الیان جبارہ نامی شخص نے جو جزیرہ مجنون میں گرفتار ہوا تھا گفتگو کے دوران بتایا کہ عراق میں وسیع پیمانے پر اس بات کی تشہیر کی جاتی ہے کہ ایران کا طبقہ عوام اور جمہوری اسلامی ایران کا نظام اسلامی احکام کی خلاف ورزی کر رہا ہے، لیکن جب میں ایرانیوں کی حراست میں آگیا اور دیگر اسیروں کی طرح مجھے بھی ایک کیمپ میں رکھا گیا تو ایرانیوں کی انسان دوستی سے واقف ہوا، یہاں رہ کر ہی میں نے واقعی اسلامی اصول احکام سیکھے، چنانچہ جب میری رہائی کا وقت آیا تو ایرانی ذمہ داران کو یقین تھا کہ میں جب واپس اپنے وطن جاؤں گا تو وہاں میری حیثیت ایرانی سفیر کی سی ہو گی، اور میں ان کے حسن سلوک کی ہر جگہ مدح سرائی کروں گا۔

ہادی بخیت ابراہیم چھتیس سالہ جوان ہے وہ منطقہ دزفول میں جانبازان ایران کی حراست میں آیا تھا۔ اس نے گفتگو کے دوران کہا کہ میں عراق کی آئیل کمپنی میں ٹرک کا ڈرائیور تھا۔ جب ذمہ داران حکومت بغداد نے یہ محسوس کیا کہ محاذ جنگ پر فوجی جوانوں کی کمی ہے تو انہوں نے زبردستی مجھے ضمنی فوج کا سپاہی بنا کر جنگی علاقے میں داخل کر دیا، چنانچہ جب میں جانبازان اسلام کی حراست میں آگیا تو میں نے ان کا رویہ اتنا عمدہ اور انھیں اتنا خوش اخلاق پایا کہ اب جب کہ میں اپنے وطن واپس جا رہا ہوں تو یہ محسوس کر رہا ہوں کہ گویا اپنے گھر سے جا رہا ہوں۔

ہادی بخیت ابراہیم نے اس بات پر زور دیا کہ میں اسلامی احکام سے جس طرح یہاں واقف ہوا ان کی بنا پر میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ میرا دوبارہ جنم ہوا ہے اور اس سلسلے میں ایرانیوں کا ممنون و احسان مند ہوں۔

دستاویزات میں "خلیج فارس" ہی درج کیا جائے یونیسکو کی متعلقہ دفاتر کو ہدایت

پیرس۔ ۱۱ر مارچ ۱۹۹۶ء۔ خبروں کے مرکزی یونٹ کی اطلاع کے مطابق: یونسکو میں ایران کے نمائندے کی جانب سے اعتراض کیا گیا تھا کہ لفظ "خلیج فارس" کا استعمال یونسکو کی نشریات میں صحیح طور پر نہیں کیا جا رہا ہے۔ اعتراض کا سدباب کرتے ہوئے اس تنظیم کے بین الاقوامی معاون نے گشتی مراسلہ جاری کیا ہے جس میں یونسکو سے وابستہ تمام اداروں اور ان سے متعلقہ شعبوں کو یہ ہدایت دی گئی ہے کہ وہ پوری ذمہ داری سے اپنے تمام مراسلات و دستاویزات میں "خلیج فارس" اصطلاح کا صحیح و درست استعمال کریں۔

مذکورہ گشتی مراسلے میں کہا گیا ہے کہ دبیر خانہ اقوام متحدہ (U.N. SECRETARIATE) کے موجودہ دستور میں یہ عبارت شامل ہے کہ خلیج فارس اس جغرافیائی آبی راستے کا نام ہے جو جزیرہ نما عرب کو ایران سے علیحدہ کرتا ہے۔

گشتی مراسلے میں اس بات پر بھی زور دیا گیا ہے کہ اقوام متحدہ کے سرکاری کاغذات بیانات اور انتشارات میں "خلیج فارس" کی اصطلاح ہی کو بروئے کار لایا جائے۔ کیونکہ مناسب یہی ہے کہ حسب سابق تمام اسناد و بیانات میں اسی اصطلاح کا صحیح استعمال ہو اور اس امر کی جانب پوری توجہ دی جائے۔

ایران کی جانب سے علاقہ میانمار کے بے خانماں مسلمانوں کی امداد

تہران۔ ۱۰ر مارچ ۱۹۹۶ء خبر گزاری ارنا کی اطلاع کے مطابق۔ بنگلہ دیش کی جنوبی شرقی سرحد میں واقع میانمار کے بے خانماں مسلمانوں کو ایران کی طرف سے جو امداد بھیجی گئی تھی وہ چھ ٹرکوں پر مشتمل ہے یہ امداد اس ملک کے ذمہ داران ہلال احمر (ریڈ کراس) کی تحویل میں دے دیا گیا ہے۔

مذکورہ بالا امداد میں چھ ٹن قند، تین ہزار عدد لباس، پچاس ہزار گز کپڑے کے تھان، بیس ہزار بسکٹوں کے ڈبے، ساٹھ ہزار نایلون کی تھیلیاں اور گیارہ سو موم بتیوں کے ڈبے شامل ہیں۔

اس سے پہلے بھی ایران کی ہلال احمر دس لاکھ ٹکہ کا چیک بھیج کر میانمار کے بے خانماں مسلمانوں کی مدد کر چکی ہے۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ایران ہی وہ پہلا اسلامی ملک ہے جس نے میانمار کے مسلم پناہ گزینوں کی امداد میں پیش قدمی کی۔

بلغارستان کشتی مقابلے میں "مجید ترکان" بہترین غیر ملکی پہلوان قرار پائے۔

بین الاقوامی فری اسٹائل کشتیوں کا اکتیسواں دور بلغارستان میں اختتام پذیر ہوا اس مقابلے میں "ڈان کلف" کپ میزبان ٹیم یعنی بلغارستان کو چیمپین درجۂ اوّل کی حیثیت سے دیا گیا اور ایرانی ٹیم کو چیمپین درجۂ دوم قرار دیا گیا۔

اس سال بھی ایرانی پہلوانوں کو باہمی مقابلے میں دو سونے کے، تین چاندی کے اور دو کانسے کے تمغے نیز بتیس ۳۲ خصوصی درجات حاصل ہوئے گزشتہ سال کی طرح اس مرتبہ بھی ایرانی ٹیم کو دوسرا درجہ حاصل ہوا۔

وزن برداری کے مقابلے میں مجید ترکان نے ۸۰ کلو گرام وزن اٹھا کر داد تحسین حاصل کی اور موصوف کو اس مقابلے کا بہترین وزن بردار قرار دیا گیا۔ کشتی میں جب ان کا مقابلہ بلغارستان کے پہلوان ایوان سنوف سے ہوا تھا تو حریف نے دو مرتبہ انھیں زیر کر لیا۔ اور زمین سے کھینچ کر اوپر اٹھا لیا۔ اس مرتبہ ترکان مجید کو درجۂ صفر سے چار درجہ تک پسپا ہونا پڑا۔ اسی عرصے میں مجید ترکان سے وابستہ بیٹری بھی روشن ہو گئی۔ اگرچہ اس مرتبہ دونوں ہی پہلوان خطرے کے نشان تک آ گئے تھے مگر آخری لمحہ ترکان نے خم کھا کر سنوف کو کنارے پہنچا دیا۔ اور دو پوائنٹ حاصل کر لئے۔ چنانچہ مقابلہ ۴-۶ پر ختم ہوا اور مجید ترکان سونے کا تمغہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

اس مقابلے میں ترکان مجید کو بہترین غیر ملکی پہلوان قرار دیا گیا نیز انہیں خصوصی کپ سے نوازا گیا۔

صاحبانِ قلم سے گزارش

تاجدارِ وفا، علمدارِ کربلا حضرت ابوالفضل عباسؑ کی بارگاہ میں عقیدت کے پھول نچھاور کرنے کے لئے ہم ادارہ ابوالفضل عباسؑ کے ترجمان "السقاء" کا اگلا شمارہ "حضرت عباسؑ نمبر" کے طور پر شایع کر رہے ہیں۔

صاحبانِ قلم سے استدعا ہے کہ وہ اس خصوصی شمارے کے لئے اپنے مقالے درج ذیل پتہ پر روانہ فرما کر خوشنودیِ سرکارؑ وفا حاصل کریں۔

ایڈیٹر "السقاء"

ادارہ ابوالفضل عباسؑ، ماگام کشمیر - ۱۹۳۴۰۱

ایشیا و اقیانوسی نمائش میں ایرانی عکاسوں کی شرکت

ایشیا اور اقیانوسی ممالک سے وابستہ عکاسوں —— (PHOTOGRAPHERS) کی عکسی تخلیقات کی نمائش کا اہتمام ٹوکیو شہر کے مرکز میں باہمی مقابلوں کی غرض سے گزشتہ سنہ کیا گیا ان مقابلوں کے سولہویں دور میں تین ایسی عکسی تصاویر جنہیں تین ایرانی عکاسوں نے جداگانہ طور پر تیار کیا تھا شائقین کی توجہ کا مرکز رہیں۔

مقابلوں کے اس دور میں جو تصاویر نمائش کے لئے پیش کی گئی تھیں ان کا عام عنوان تھا "روز مرہ کی زندگی میں حیوانات" اس عنوان کے تحت کوچکپور کپور چالی نامی ایرانی عکاس نے اپنی تیار کردہ تصویر پیش کی۔ مذکورہ تصویر کا موضوع تھا "حیوانات کی موسیقی سے دلچسپی" تصویر کا موضوع پسند کیا گیا اور عکاس کو خصوصی انعام کا مستحق قرار دیا گیا۔

دوسری تصویر کا عنوان تھا "کھیل کا سلطان" یہ عکسی تصویر محمد رضا بہار نو نامی ایرانی عکاس کی تیار کردہ تھی۔

تیسری تصویر رضا بالا بازری دو نامی ایرانی عکاس کی پیش کردہ تھی اس تصویر کا عنوان تھا "باہمی زندگی" دوسری اور تیسری تصویر کو بھی انعامات کا مستحق قرار دیا گیا۔ مجموعی طور پر مذکورہ بالا تمام تصاویر شائقین کی توجہ کا مرکز اور انھیں دعوت نظر دیتی رہیں۔

تصویری مقابلوں کا اہتمام یونسکو کے ایشیائی ثقافتی مرکز کی سعی و کوشش سے جنوری ۱۹۹۱ء میں کیا گیا تھا۔ ہیئت ممتحنہ (JURY) کے پاس بائیس ملکوں سے پانچ ہزار تین سو بیس تصاویر مقابلے کے لئے بھیجی گئی تھیں جن میں سے ایک سو دس کو منتخب کیا گیا۔ ان میں سے تین کو "گرانڈ پری" انعام۔ چار کو "مخصوص انعام" اور باقی ایک سو تین ۱۰۳ تصاویر کو انعامات عالیہ کا مستحق قرار دیا گیا۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ تھائی لینڈ، چین اور پاکستان کے عکاسوں کو گرانڈ پیری انعامات سے سرفراز کیا گیا جبکہ ایران، منگولیا اور ہندوستان کے تصویر سازوں کو خصوصی انعامات پیش کئے گئے۔

امریکہ نے ایران کے فوجی راز عراق کو دیئے

لندن ۱۱ر مارچ ۱۹۹۲ء خبر گزاری ارنا کی اطلاع کے مطابق عراق کے کویت پر حملہ کرنے سے چند ماہ قبل امریکہ کے ذرائع جاسوسی و خبر رسانی صدام حسین کی حکومت کے ساتھ نزدیکی و وسیع تعلقات کی بنا پر ایرانی فوجی طاقت اور اس کی جنگی کارکردگی سے متعلق حساس معلومات نیز پوشیدہ رموز سے حکومت بغداد کو باخبر کر رہے تھے۔

لندن کے روزنامہ "فائننس ٹائمز" نے یہ خبر شائع کرتے ہوئے مزید لکھا ہے کہ جس وقت ایران و عراق کے درمیان جنگ جاری تھی اس دوران وہائٹ ہاؤس سے وابستہ ذرائع نے علانیہ حکومت صدام حسین کی حمایت کی اور جو تشہیرات وہاں سے کی جاری تھیں ان کی پشت پر یہ مقصد کارفرما تھا کہ ایران کے اسلامی انقلاب کے فروغ کا جس طرح بھی ممکن ہو سکے سدباب کیا جائے۔ چنانچہ یہی وجہ تھی کہ جب صدام نے ایران پر حملہ کیا تو امریکی حکومت نے سکوت اختیار کر لیا۔

مذکورہ اخبار نے مزید لکھا ہے کہ اب یہ راز قطعی فاش ہو چکا ہے کہ امریکہ اور عراق کے درمیان فوجی جاسوسی سے متعلق روابط اس سے کہیں زیادہ تھے جو ظاہر و عیاں تھے۔

امریکہ کی مجلس قانون ساز (SENATE) سے وابستہ بینک کمیٹی کے سرپرست ہنری گونزلس نے بتایا کہ مجھے اس کام پر مقرر کیا گیا تھا کہ ایک بینک نے جو چار ارب ڈالر غیر قانونی طور پر عراق کو دیئے تھے اس کے بارے میں باز پرس کروں۔ اس نے نیویارک میں یہ انکشاف کیا کہ امریکہ کی نیشنل سکیورٹی کونسل کے کاغذات اس امر کی نشاندہی کرتے ہیں کہ امریکہ اور عراق کے درمیان منظم و مسلسل خبر رسانی کا سلسلہ قائم تھا۔

اس ضمن میں مذکورہ شخص نے مزید کہا کہ امریکی جاسوسی ادارے (C.I.A.) کے سربراہ رابرٹ گیٹس نے جنگ سے متعلق اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے اس امر کا دعویٰ کیا ہے کہ جب عراق و ایران کے درمیان جنگ بندی کا اعلان کیا گیا تو اس وقت امریکہ اور عراق کے فوجی جاسوسی تنظیمات

(باقی صفحہ ۳۰ پر)

مضمون نویسی کا اِنعامی مُقابلہ

موضوع: "علم کی اہمیت۔ قرآن، سُنّتِ رسولؐ اور ائمہ معصومینؑ کے ارشادات کی روشنی میں۔"

اِنعام: دو اوّل انعام۔ ایک خوبصورت بریف کیس اور توصیفی سند طالب علم کے لئے اور ایک طالبہ کے لئے۔

تعلیمی قابلیت: کم از کم کسی بھی گریجویٹ کورس میں زیر تعلیم ہونا۔

شرائط: ۱: مضمون صاف، خوشخط، اردو زبان میں فل اسکیپ سائز کے زیادہ سے زیادہ دس اور کم از کم ۵ صفحات پر مشتمل ہو اور کاغذ کے ایک طرف تحریر ہو۔

۲: مضمون کے ساتھ کسی بھی مطلوبہ کورس میں زیر تعلیم ہونے کی سند کی پرنسپل وغیرہ سے تصدیق شدہ فوٹو کاپی اور ایک پاسپورٹ سائز فوٹو بھیجنا لازمی ہے۔ اپنا نام اور پتہ صاف، خوشخط اور مکمل تحریر فرمائیں۔

۳: انعام فیڈریشن کی جانب سے منعقد ہونے والے سیمینار میں پیش کیا جائے گا جو ۱۳ر محرم ۱۴۱۳ھ کو شکار پور ضلع بلند شہر میں ہوگا انشاء اللہ۔ انعام حاصل کرنے کے لئے انعام یافتگان کو بذات خود حاضر ہونا ضروری ہوگا۔

۴: انعام کیلئے منتخب ہونے والے مضمون کا خلاصہ مذکورہ بالا سیمینار میں مضمون نگار طالب علم اور طالبہ کو بذات خود پڑھنا لازمی ہوگا۔

۵: انعام یافتگان کو سیمینار میں شرکت کے لئے دو سرے درجہ کا ریل / بس کا کرایہ پیش کیا جائے گا اور ان کے صرف ایک دن کے قیام و طعام کی بھی فیڈریشن ذمہ دار ہوگی۔ انعام یافتہ طالبہ کے ہمراہ حفاظت کیلئے آنے والے صرف ایک شخص کو کرایہ اور قیام و طعام کی بھی فیڈریشن ذمہ دار ہوگی۔ انعام یافتہ طالبہ کو مکمل اسلامی حجاب میں آنا لازمی ہوگا۔

۶: انعام یافتہ مضمون نگار کو تحریری اجازت برائے اشاعت حق الفلاح فیڈریشن شکار پور ضلع بلند شہر یو۔پی کو دینی ہوگی۔

۷: فیڈریشن کی تمام شرائط اور فیصلہ ہر حال میں قابل قبول ہوگا۔ انعام کی اطلاع بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک دی جائے گی اور انعام کا فیصلہ دو غیر جانبدار جج کریں گے۔ فیڈریشن کا کوئی بھی ممبر اس مقابلے میں حصہ نہیں لے سکتا۔

دفتر میں مضامین موصول ہونے کی آخری تاریخ ۱۵ر جون ۱۹۹۲ء ۷ بجے شام تک (بذریعہ ڈاک یا ذاتی طور پر)

جملہ خط و کتابت درج ذیل پتہ پر کریں:-

سکریٹری
الفلاح فیڈریشن
محلہ نیزہ قصبہ شکار پور ضلع بلند شہر یو۔پی۔
پن: ۲۰۲۳۹۵

Secretary
AL-FALAH
FEDERATION
MOH. NEZA, SHIKARPUR,
DISTT. BULANDSHAHR, U.P.
PIN-202395

امریکہ کی راہ میں اسلام عظیم ترین خطرہ ہے۔
امریکی روزنامہ واشنگٹن پوسٹ کا بیان۔

" اگر دنیا میں جمہوری نظام رواج پذیر ہوگیا تو ممکن ہے کہ ہمارے خود سر و بیداد گر دوست ہم سے کنارہ کشی اختیار کرکے ہمارے دشمنوں یعنی " بنیاد پرستوں " کی پشت پناہی کرنے لگیں۔"

امریکہ کے روزنامہ واشنگٹن پوسٹ نے ایک طویل مقالے میں حالات حاضرہ کا تجزیہ کیا ہے۔ اس اخبار نے امریکہ کے اغراض و مقاصد کا ذکر کرتے ہوئے اس امر کی جانب بھی اشارہ کیا ہے کہ اب امریکہ کا مقابلہ رو برو اسلام سے ہے۔ اس ضمن میں مذکورہ اخبار لکھتا ہے کہ متحدہ جمہوریہ روس کی شکست و ریخت کے بعد واشنگٹن ایسے دشمن کی تلاش میں ہے جس کے گرد وہ اپنی خارجہ پالیسی کا ہیولا بُن سکے اور اب اس کا حریف اسلام ہے کیونکہ یہی وہ دین ہے جو کئی اعتبار سے اس کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔

واشنگٹن پوسٹ سے وابستہ غیر ملکی خبروں کے مدیر ڈیوڈ اِگنا تھیوس نے اس ضمن میں مزید لکھا ہے کہ کرۂ زمین کے وسیع رقبے پر پرچم اسلام لہرا رہا ہے۔ عالم اسلام کے باشندے خطرناک اور مغرب دشمن ہونے کے علاوہ اندرونی خلفشار جیسی تکالیف بھی برداشت کر رہے ہیں، چنانچہ جس طرح وہ ممالک جو کبھی اشتراکیت کے زیر نگیں تھے اور دنیا کے نقشے پر انھیں سُرخ رنگ سے ظاہر کیا جاتا تھا۔ اب وقت آگیا ہے کہ ان ملکوں کو جو اسلام کے مطیع و فرمانبردار ہیں سبز رنگ سے نمایاں کیا جائے۔

حال ہی میں عالم اسلام جن تغیّرات سے گزرا ہے اور جن کی وجہ سے امریکہ نے اپنی خارجہ پالیسی میں تبدیلی کی ہے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے " واشنگٹن پوسٹ " لکھتا ہے کہ امریکہ چاہتا ہے کہ مشرق وسطیٰ میں ایران کے اثر و رسوخ کو فروغ دینے سے باز رکھے اور سوڈان کے بنیاد پرست رہنماؤں کو اب مزید تجاوز نہ کرنے دے۔ چنانچہ اس نے اپنی اس حکمت عملی کے تحت الجزائر میں آئینی انقلاب کو ناکام بنا کر وہاں کے مسلمانوں کو شکست و پسپائی سے دوچار کردیا ہے۔ اس ضمن میں مذکورہ اخبار نے مزید لکھا ہے کہ مسلمانوں میں جو دہشت پسندی کی تحریک شروع ہوگئی ہے۔ امریکہ اسے بھی اپنے لئے خطرناک محسوس کرتا ہے اور تقریباً ایک ماہ قبل لبنان میں حزب اللہ جماعت کے رہبر عباس موسوی کا قتل اسرائیل کے ذریعے اسی خوف و دہشت کے باعث کیا گیا تھا۔

" واشنگٹن پوسٹ " اخبار کے مبصر نے امریکہ کی اس خارجہ پالیسی کے نقائص بیان کرتے ہوئے جو اس نے اسلامی ممالک کے لئے اختیار کی ہے لکھا ہے:

مشرق وسطیٰ میں امریکہ کی بنیادی دشواری یہ ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ وہاں وہ بیک وقت دو سمتوں میں اپنی حرکت کو برقرار رکھے ایک طرف وہ چاہتا ہے کہ ایشیا کے دیگر تمام ممالک کی طرح وہاں بھی جمہوریت کو فروغ دے اور دوسری طرف اسے خطرہ لاحق ہے کہ اگر عرب دنیا میں جمہوری نظام آگیا تو ممکن ہے کہ ہمارے جابر عرب حکمراں دوست حکومت سے دستبردار ہو جائیں اور ہمارے دشمن یعنی " بنیاد پرست " رہنما برسرِ اقتدار آجائیں چنانچہ امریکہ جب تک ان متضاد مسائل کو حل نہیں کرے گا عرب دنیا میں جو انقلابات آرہے ہیں ان کے پیش نظر اس کا ردِ عمل غیر متوازن ہی رہے گا۔

واشنگٹن پوسٹ نے اپنے اس مقالے میں مسئلہ عراق کی جانب بھی توجہ دلائی ہے۔ اس ضمن میں اس نے لکھا ہے کہ ایک سال قبل تک امریکہ جس صورت حال کی پاسداری و حمایت کر رہا تھا وہ اب مکمل طور پر روشن و عیاں ہے۔ وہ چاہتا تھا کہ ایران کے اسلامی انقلاب کی پوری طرح بیخ کنی کردے کیونکہ اسے یہ خطرہ لاحق تھا یہی انقلاب سعودی عرب میں بھی اثر انداز ہو سکتا ہے۔

اپنے مقالے کے آخر میں واشنگٹن پوسٹ نے یہ بھی لکھا ہے کہ سعودی عرب کے ایما پر امریکہ نے مشرق وسطیٰ میں جو تشدد پسندانہ رویّہ اختیار کیا تھا وہ محض اس کی بہانہ تراشی تھی۔ اس امر کی وضاحت کرتے ہوئے وہ لکھتا ہے کہ:

گذشتہ نصف صدی میں سعودی عرب کے حکمراں محض اس بنا پر استحکام و پایداری سے حکومت کرتے چلے آرہے ہیں کہ ان کے پاس ایسے تیل کے ذخائر موجود ہیں جن کی بنا پر امریکہ نے

(باقی صفحہ پر)

مبلغ اشتراک

ماہنامہ
راہِ اسلام

شرح خریداری : فی پرچہ ـــــــ مبلغ پانچ روپے

سالانہ ـــــــــــــ مبلغ ساٹھ روپے

رقم خریداری : ـــ بذریعہ منی آرڈر مندرجہ ذیل پتہ پر ارسال فرمائیں
ڈائرکٹر ایران کلچر ہاؤس ۱۸۔ تلک مارگ۔ نئی دہلی

(منی آرڈر کوپن پر اپنا پتہ واضح الفاظ میں تحریر فرمائیں۔)

اشتہار

ہندوستان کی جو کمپنیاں اسلامی جمہوریۂ ایران کے ساتھ تجارتی کاروبار کی خواہاں ہیں وہ مندرجہ ذیل لازمی اطلاعات کے ساتھ سفارتخانہ جمہوری اسلامی ایران، بارہ کھمبا روڈ نئی دہلی ۱۱۰۰۰۱ سے خط و کتابت کرسکتی ہیں۔ اس مقصد کے لئے ارسال کئے جانے والے لفافے پر "کوڈ نمبر ۱۰" لکھنا نہ بھولیں اور براہ راست یا ٹیلیفون کے ذریعہ بھی رابطہ قائم کرنے کی کوشش نہ کریں۔

لازمی اطلاعات

۱۔ کمپنی کا نام، ٹیلیفون، ٹیلیکس یا فاکس نمبر

۲۔ کمپنی کے ڈائرکٹر جنرل، مالکوں یا حصہ داروں کے نام ہر حصہ دار کی مقدار اور اگر کمپنی تعاونی نوعیت کی حامل ہے تو یہ بتانا لازمی ہے کہ کیا بیرونی ممالک کے لوگ بھی اس کے حصہ دار ہیں؟۔ اگر غیر ہندوستانی حصہ دار ہوں تو ان کے بارے میں بھی مکمل اطلاعات فراہم کریں۔

۳۔ کمپنی کی نوعیت

الف: اگر کمپنی خود مال تیار کرتی ہے تو تولید شدہ مال کی نوعیت؟

ب: اگر کمپنی تجارتی نوعیت کی ہے تو یہ بتائیں کہ کس مال کی تجارت کی خواہاں ہے؟

۴۔ گذشتہ پانچ برسوں کے دوران بیرونی ممالک سے کی گئی تجارت کی تفصیلی رپورٹ؟

۵۔ بیرونی ممالک کی ان کمپنیوں کے نام جن کے ساتھ تجارت کی گئی ہو؟

۶۔ آپ کی کمپنی ایران کے ساتھ کس چیزوں کی تجارت کی تجویز پیش کرتی ہے؟

۷۔ تجویز شدہ مال کی کتنی مقدار ایران سپلائی کرسکتے ہیں؟

۸۔ بیرونی ممالک کے ساتھ تجارتی کاروبار کا کتنا تجربہ ہے؟

یوم جمہوری اسلامی و ماہ نزول وحی الٰہی کے موقع پر
عظیم الشان مقابلہ قرائت قرآن

یوم جمہوری اسلامی و ماہ نزول وحی الٰہی کے موقع پر
عظیم الشان مقابلہ قرائت قرآن

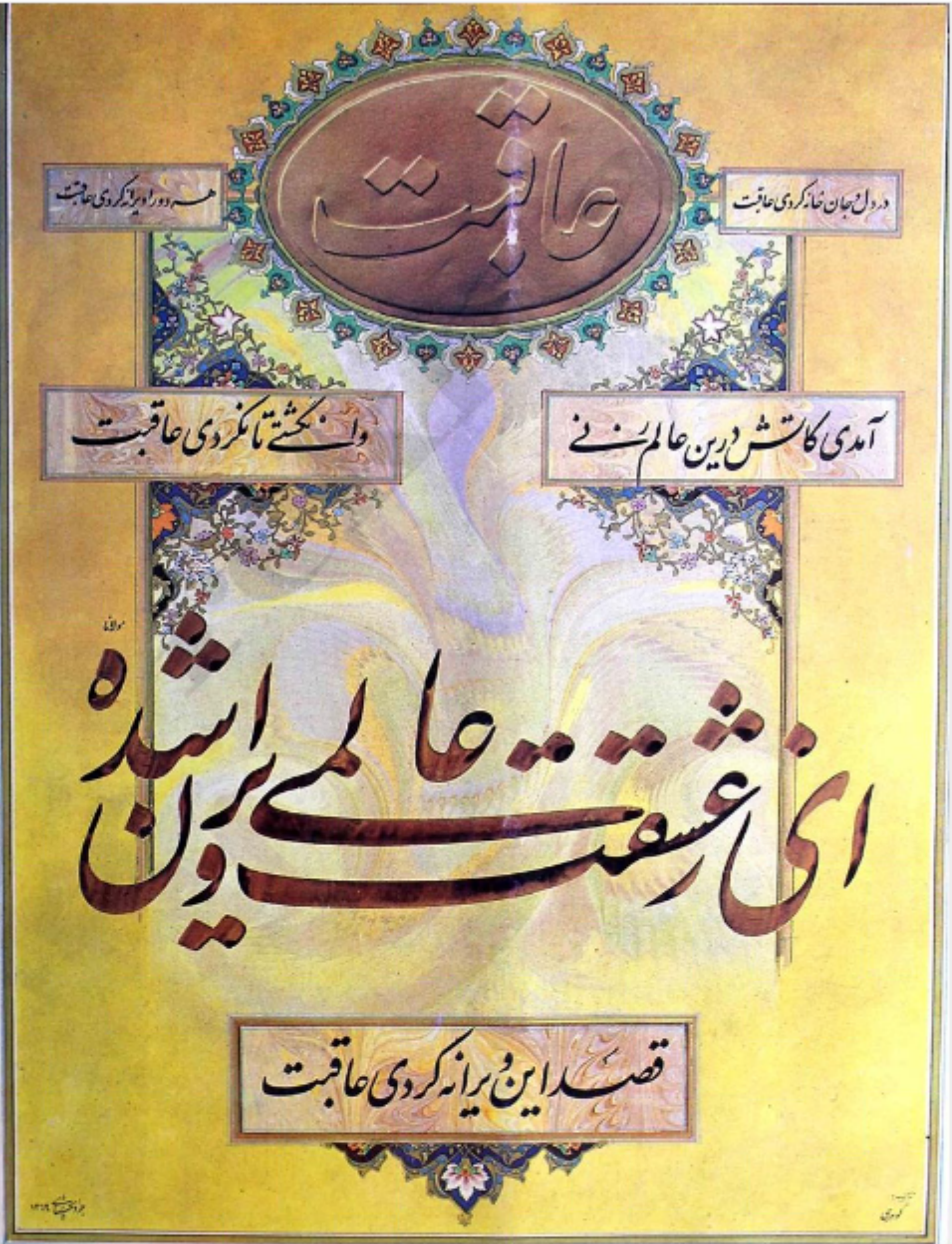
عاقبت
در دل و جان خانه کردی عاقبت
هر دو را دیوانه کردی عاقبت
آمدی کآتش درین عالم زنی
وانگشتی تا نکردی عاقبت
مولانا
ای ز عشقت عالمی ویران شده
قصد این ویرانه کردی عاقبت